لکھنؤ

تعمیر حیات

پندرہ روزہ

ایک عالمِ دین کے فرائض

آج زمانے کے خیالات اور دنیا کے واقعات میں اس تیزی سے تبدیلی ہو رہی ہے کہ ان کو جانے اور سمجھے بغیر آپ مسلمانوں کی خدمت نہیں کر سکتے۔ دنیا میں سیاسی اور اقتصادی خیالات ایسے چھائے ہوئے ہیں اور انقلاب کی گھڑیاں اس طرح پے در پے آ رہی ہیں اور گذر رہی ہیں کہ ایک عالمِ دین کے لئے جس کو مسلمانوں کا خدمت گذار ہونا ہے، ان کو سمجھنا اور ان کے حل کی تدبیر سوچنا ضروری ہے، صرف اعراض اور تغافل سے آپ ان مسائل کو حل نہیں کر سکتے۔ آپ کے توجہ نہ کرنے سے نہ دنیا اپنے قاعدے کو بدل سکتی ہے اور نہ زمانہ اپنے رُخ کو پلٹ سکتا ہے، مشکلات کا مقابلہ کرنا اور موجودہ جدوجہد میں مناسب حصّہ لینا اور ملک و قوم کی زندگی میں مسلمانوں کے مناسب مقام حاصل کرنے کی کوشش کرنا بھی ایک عالمِ دین کا فرض ہے۔

آج کل ہمارے علماء کا کام صرف پڑھنا پڑھانا، مسئلہ بتانا، اور فتوی لکھنا سمجھا جاتا ہے، لیکن اب وقت ہے کہ وہ اپنے اسلاف کے پچھلے سبق کو پھر دُہرائیں، اُن کا کام صرف علم و نظر تک محدود نہیں بلکہ عمل و جدوجہد اور علمی خدمت بھی انکے منصب کا ایک بہت بڑا فرض ہے، ہر آبادی میں جہاں وہ رہیں وہ ان کی کوشش و خدمت سے آباد رہے، وہاں کے جاہلوں کو پڑھانا وہاں کے نادانوں کو سمجھانا، وہاں کے غریبوں کی مدد کرنا، وہاں کی ضرورتوں کو پورا کرنا، وہاں کے امیروں کو حق کا پیغام سُنانا، وہاں کے معذوروں کی خدمت کرنا، وہاں کے بھولے بھٹکوں کو راہ دکھانا، مسلمانوں کو ان کی کمزوریوں سے آگاہ کرنا، اُن کو دنیا کے حالات سے باخبر کرنا، اور اپنے علم و عمل کی ہر کوشش سے ان کو فائدہ پہونچانا ایک عالمِ دین کے فرائض ہیں۔

مولانا سید سلیمان ندوی

(جامعہ دار السلام عمر آباد کے جلسۂ تقسیم اسناد ۱۹۳۶ء
کے خطبۂ صدارت کا ایک اقتباس)

تعلیم القرآن

از: مولانا محمد اویس ندوی

توبہ و استغفار:

یا قوم استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ (ہود۔ ۵۰) — اے قوم اپنے رب سے معافی مانگو پھر اس کی طرف لوٹو۔

جب آدمی کا کپڑا میلا ہو جاتا ہے تو اس کو صابن سے دھو دیتے ہیں، اسی طرح گناہ کرنے سے آدمی کا دل گندہ اور میلا ہو جاتا ہے، اس گندگی کو توبہ کے ذریعہ سے دور کیا جا سکتا ہے۔

توبہ کا مطلب یہ ہے کہ ہم خدا کے سامنے اپنی خطا کا اقرار کریں، اس پر شرمندگی ظاہر کریں اور آئندہ جان بوجھ کر اس کے نہ کرنے کا وعدہ کریں، اگر کسی کا حق باقی ہے تو اس کو پورا کریں جیسے ہم نے کسی پر بہتان باندھا ہے یا ہمارے پاس کسی کا ناجائز مال ہے تو یہ مال واپس کریں اور جس پر بہتان باندھا ہے اس سے اپنا قصور معاف کرائیں، ان چیزوں کے بغیر توبہ پوری نہ ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہونے کے باوجود دن میں سو بار توبہ کرتے تھے۔

حضورؐ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ خداوندا، جب تک تیرے بندوں کے دم میں دم ہے میں ان کو بہکاتا رہوں گا، اللہ تعالیٰ نے کہا کہ جب تک بندے مجھ سے استغفار کرتے رہیں گے میں ان کو بخشتا رہوں گا۔"

برابر اپنے خدا سے معافی مانگتے رہنا چاہئے، وہ ہمارے گناہوں کو ضرور معاف کرے گا۔

دعا:

واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ ودون الجھر من القول (اعراف۔ ۲۰۵) — لوگو اپنے پروردگار کو گڑگڑا کر، چپکے چپکے پکارو اور ایسی آواز سے جو کہ پکار کر بولنے سے کم ہو۔

جو کچھ مانگنا ہو وہ اللہ سے مانگو، اس کے سوا کسی دوسرے میں طاقت نہیں ہے کہ تمہاری کسی آرزو کو پورا کر سکے، زمین اور آسمان کی ہر چیز اللہ ہی کی محتاج ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ پسند ہے کہ اس سے اس کی نعمتیں مانگی جائیں، جو نہیں مانگتا ہے اس سے وہ ناخوش ہوتا ہے، آدمی کو بڑی اور چھوٹی ہر چیز کے لئے اللہ ہی کے سامنے ہاتھ پھیلانا چاہئے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ سب سے اچھی عبادت دعا ہے۔ اپنے لئے، ماں باپ کے لئے، بیوی بچوں کے لئے، بزرگوں کے لئے اور ہر مسلمان کے لئے دعا کرنا چاہئے، حرام چیزوں کے لئے اور اپنی یا اولاد اور مال کی تباہی کے لئے دعا نہ کرنا چاہئے، اکیلے دنیا کی بھلائی کی بھی درخواست نہ کرنا چاہئے بلکہ دنیا اور آخرت دونوں کی کامیابی اور خوشی کے لئے التجا کرنی چاہئے، جو کچھ مانگا جائے سچے دل سے، اور اس کا یقین رکھتے ہوئے کہ ہماری دعا ضرور قبول ہوگی، چپکے چپکے گڑگڑا کر مانگنا چاہئے، اللہ تعالیٰ غافل دل کی دعائیں نہیں قبول کرتا ہے۔

دعا ان وقتوں میں زیادہ قبول ہوتی ہے۔

۱۔ فرض نماز کے بعد ۲۔ جب پانی بہت زور سے برس رہا ہو ۳۔ رات کے آخری حصہ میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عزت و جلال والے خدا کے آگے جب کوئی بندہ اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر کچھ بھلائی مانگتا ہے تو وہ اس کو نامراد لوٹاتے ہوئے شرماتا ہے۔

انشاء اللہ:

ولا تقولن لشیء انی فاعل ذلک غدا الا ان یشاء اللہ (کہف۔ ۲۳) — اور کسی کام میں یہ کہنا کہ کل کر دوں گا مگر یہ کہ خدا چاہے۔

خدا کے حکم کے بغیر درخت کا ایک پتہ نہیں ہل سکتا ہے، انسان کی کیا طاقت کہ اس کی مرضی کے بغیر کوئی کام کر سکے، اس لئے قرآن کہتا ہے کہ اگر تمہیں کوئی کام کرنا ہو تو یوں نہ کہو کہ میں یہ کام کر دوں گا، بلکہ یوں کہو کہ اگر خدا نے چاہا تو کر دوں گا۔

محسن انسانیت نے فرمایا

حقوق العباد

(شریعت اسلامیہ حقوق و فرائض کا مجموعہ ہے۔ حقوق العباد کو شریعت نے اتنی اہمیت دی کہ حقوق اللہ سے انہیں مقدم و مرجح قرار دیا۔ حقوق العباد کی ادائی اور صلہ رحمی کی تاکید میں اس کثرت سے قرآن و حدیث میں وارد ہوئی ہیں کہ انہیں پڑھ کر یا سن کر پھر ایک مسلمان کو اس کی جرأت ہی نہیں ہو سکتی کہ کسی کا حق دبائے اور صلہ رحمی میں کوتاہی کرے۔ ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ اس قوم پر خدا کی رحمت نازل نہیں ہوتی جو رشتہ ناطہ کو قطع کرنے والی ہو۔ ارشاد ہوا صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب دوسرے اس سے قطع تعلق کر لیں تو وہ اپنی طرف سے رشتہ داری کو قائم رکھے)

والدین: حقوق العباد کی سرفہرست والدین ہیں اور ان سے زیادہ مستحق بھی کون ہو سکتا ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ نے اقرار توحید کے ساتھ ہی والدین کی خدمت و رضا جوئی لازم قرار دی۔ ایک صحابی نے صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا میرے سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ ارشاد ہوا ماں! انہوں نے عرض کیا پھر؟ فرمایا ماں! عرض کیا پھر؟ فرمایا ماں، چوتھی بار انہوں نے اپنا سوال دہرایا، آپ نے فرمایا، باپ! بعض روایات میں ہے کہ آپ نے فرمایا رشتہ و قرابت میں جو تمہارے قریب ہیں وہ بھی تمہاری طرف سے سلوک کے مستحق و حقدار ہیں۔

- ★ شرک کے بعد سب سے بڑا جرم والدین سے سرکشی ہے۔
- ★ نماز کے بعد سب اچھے کاموں سے بڑھ کر اچھا کام والدین کی اطاعت ہے۔
- ★ مرد پر سب سے زیادہ حق اس کی ماں کا ہے۔
- ★ جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔
- ★ خدا کی خوشنودی باپ کی خوشنودی میں ہے، خدا کا غضب باپ کے غضب میں ہے۔
- ★ ماں باپ تیری جنت ہیں اگر انہیں تو نے راضی کر لیا۔ دوزخ ہیں اگر وہ تجھ سے ناراض ہیں۔
- ★ اس کی پیشانی خاک آلود ہو جو بڑھاپے میں ماں باپ (یا دونوں میں سے کسی کو) پائے اور ان کی خدمت کر کے جنت کا مستحق نہ بنے۔
- ★ تم اپنے والدین سے اچھا سلوک کرو۔ تمہاری اولاد تمہارے ساتھ اچھا سلوک کرے گی۔
- ★ تم اور تمہاری دولت دونوں (گویا) تمہارے ماں باپ کے لئے وقف ہیں۔
- ★ بڑی نیکی ہے کہ انسان اپنے باپ کے دوست (دوستوں) سے تعلقات رکھے۔
- ★ والدین کے مرنے کے بعد بھی ان کے کچھ حقوق اولاد پر باقی ہیں، ان کے لئے دعائے مغفرت اور ان کے اہل قرابت سے سلوک اور ان کے دوستوں کی تکریم کرنا ہے۔

اہل قرابت: (اسلام نے مستقلاً اہل قرابت کے حقوق متعین فرمائے ہیں اور تاکید کی ہے کہ ان کی حق تلفیاں نہ کی جائیں۔ ان کی خدمت میں حتی المقدور کوتاہی نہ ہو۔)

- ★ جب تمہارے قرابت دار تم سے بے پروا ہو جائیں، تم ان سے برابر سلوک کرتے رہو۔
- ★ اپنے رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنے والا وہ نہیں جو رشتہ داروں سے بدلہ چکائے بلکہ وہ ہے جو ٹوٹے ہوئے رشتے کو جوڑے۔
- ★ قطع رحم کرنے والا جنت سے محروم ہے۔
- ★ اس قوم پر رحمت نہیں نازل ہوتی جس میں کوئی ایسا ہو جو اہل قرابت سے برا سلوک کرتا ہو۔
- ★ اہل قرابت سے بدسلوکی کرنے والے کا عمل تعالیٰ قبول نہیں۔
- ★ جو اہل قرابت کو چھوڑ دیتا ہے، اللہ اسے چھوڑ دیتا ہے۔
- ★ جو اہل قرابت قطع تعلق کر لیں تم ان سے مل جاؤ۔
- ★ جو یہ چاہتا ہے کہ اس کا رزق فراخ ہو اور اس کی عمر دراز ہو اسے چاہئے کہ اپنے رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرتا رہے۔
- ★ غریبوں پر صدقہ کرنا ایک صدقہ ہے اور اہل قرابت کو دینا دوہرا صدقہ ہے۔

پندرہ روزہ
تعمیر حیات
دارالعلوم ندوۃ العلماء

۱۰ اپریل ۱۹۷۶ء ——— ۹ ربیع الآخر ۱۳۹۶ھ
جلد نمبر ۱۳ ——— شمارہ نمبر ۱۱

زر تعاون ... ہندوستان مع محصول ڈاک
سالانہ ۱۲ روپے ششماہی ۷ روپے فی پرچہ ۶۰ پیسے
بیرون ہند مع محصول ڈاک
بحری ڈاک سے ایک پاؤنڈ ۱۰ شلنگ
ہوائی ڈاک سے امریکہ، کناڈا اور یورپی ممالک ۳ پونڈ
افریقہ، مشرق وسطی اور مشرق بعید کے ممالک ۲ پونڈ
پاکستان ۲۰ روپے بنگلہ دیش ۱۵ روپے

احساسات جلیس ندوی

لبنان کا المیہ

لبنان کی مسلم اکثریت جو عرصہ دراز سے عیسائیوں کی چیرہ دستی اور استحصال کا شکار تھی اسے لبنان سے ... [illegible] ... عیسائیوں کی انتہا پسند فاشسٹ تنظیم فلانجسٹ پارٹی نے عیسائی ... [illegible] ... مسلمانوں پر کئے جانے والے مسلح حملوں میں ... [illegible] ... عیسائی ... [illegible] ... کی تجارت میں مسلمانوں کے خون کی ہولی کھیلتی رہی۔ جب مسلمانوں نے ... [illegible] ... تو عیسائیوں کی ... [illegible] ... لبنان چھوڑ کر ... [illegible] ... مسلمانوں کا ... [illegible] ... اور قریب تھا کہ ... عیسائیوں کے مظالم اور چیرہ دستی سے نجات مل جاتی کہ شام نے لبنان میں ... [illegible] ... مسلمان بن رہے ہیں، دنیا اس سے واقف ہے کہ ... [illegible] ... عیسائیوں کی طرف سے ہوتی رہی ... [illegible] ... جب ان کا ... کر دیا ... [illegible] ... مسلمانوں کو پامال کر دیا ہے

نہ خوف نہ عیب ... [illegible] ... سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

لبنان کے مسلمانوں ... [illegible] ... اس موضوع پر ... [illegible] ... شمارہ ... [illegible] ...

لبنان کے عیسائیوں ... [illegible] ... سے ... [illegible] ... لبنان کے ایک ... [illegible] ... تھا۔

• ... حکومت کی جانب سے ... [illegible] ...

... [illegible] ...

... [illegible] ...

سازشوں اور منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کیجئے۔ (۵) ... [illegible] ... اپنی بات پوشیدہ رکھئے ... [illegible] ... پر اعتماد کیجئے ... [illegible] ... طویل اور مسلسل ہے۔ (۶) ... [illegible] ... کی اشاعت اور تمام ... [illegible] ... آپ کا مقصد ہے ... [illegible] ... کا نام ... مسلمانوں کو ... [illegible] ... کے تمام افکار و نظریات سے جنگ کیجئے ... [illegible] ... کی حفاظت کرتے ہیں (۷) اپنا ... [illegible] ... آپ کی زندگی کا دارومدار ... [illegible] ... کے مقابلہ میں آپ کے ... [illegible] ... کی تعلیم دی جاتی ہے ... [illegible] ... کے ساتھ ... [illegible] ... تاکہ اندرونی باتوں کا علم ہو سکے اور ضرورت کے وقت ان کی ... [illegible] ... (۸) ہر جگہ ... [illegible] ... اور دنیا کی تمام ... [illegible] ... (۹) ... [illegible] ... قریب ہونے کی کوشش کیجئے ... [illegible] ... (۱۰) ... [illegible] ... کوششیں رائگاں جائیں گی۔"

ان حقائق و شواہد کے بعد بھی کیا اس کا کوئی امکان ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے مورچوں پر بمباری کی جائے ... [illegible] ... انہیں بے دخل کیا جائے ... [illegible] ... اور اتنی بڑی تعداد میں انہیں ہلاک کیا جائے کہ اسرائیل کا وزیر اعظم ... [illegible] ... (اسرائیلی وزیر اعظم نے اپنے ایک حالیہ بیان میں کہا ہے کہ ... [illegible] ...) ... [illegible] ... شام نے انہیں ہلاک کیا ہے۔

خالد بن ولید ... [illegible] ... دارالسلطنت دمشق سے ... [illegible] ... کے نام ... [illegible] ... عیسائیوں ... [illegible] ... مسلمانوں کو تباہ کر رہے ہیں ... [illegible] ... "سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی" کا ایک اور باب لبنان کے اس المیہ نے جتا کر دیا۔

شام کی حکومت وہاں کے مسلمانوں ... [illegible] ... حکومت ... [illegible] ... ایک ... [illegible] ... عیسائی ... [illegible] ... اسلام دشمن پارٹی ... [illegible] ... عیسائی نے ڈالی ہے۔

شام کے علاوہ ... [illegible] ... عرب ممالک ہیں اور مسلم ممالک کی تعداد تو اس سے ... [illegible] ... اسلامی غیرت اور انسانی ہمدردی سے عاری ... [illegible] ... تماشائی بنے ہوئے لبنان کو اپنے ہاتھ سے نکلتا ہوا دیکھ رہے ہیں۔

اسپین سے جب اسلام اور مسلمانوں کا نام و نشان مٹا ... [illegible] ... اسپین میں مسلمانوں پر ... [illegible] ... نہیں کیا جا سکتا۔

عالم عرب کے قلب میں اسرائیلی سلطنت کا قیام ... [illegible] ... فلسطینی مسلمانوں کی جلاوطنی ... [illegible] ... مسلمانوں اور مسلم حکومتوں کی ... [illegible] ... لبنان کے واقعات ... [illegible] ... کیا کبھی تاریخ اسلام ... [illegible] ... مسلمان حکمران ... [illegible] ... "وامعتصماہ" کی ... [illegible] ... ؟؟؟

فلسطین، اریٹیریا ... [illegible] ... لبنان ... [illegible] ... "وامعتصماہ" کی فریاد ... [illegible] ...

... [illegible] ...
... [illegible] ...

پروفیسر رشید کوثر فاروقی

ایک عشرہ "سئی" کے کنارے

آبِ روانِ کبیر! تیرے کنارے کوئی ✻ دیکھ رہا ہے کسی اور زمانے کا خواب

زیر طبع کتاب کے دو باب

وائرۂ شاہ علم اللہ کو محلہ تو نہیں کہہ سکتے کیونکہ وہ شہر رائے بریلی سے ملحق نہیں ہے، رائے بریلی کا جزء کہہ سکتے ہیں۔ شہر کے قریب اور اس کی پھولتی پھلتی آبادی سے دور اور اس کی قباحتوں سے محفوظ بھی۔ رکشا سے کوئی پندرہ منٹ کا راستہ ہے شہر کے بازاروں اور معروف راستوں سے گذرتے ہوئے اچانک کشادہ فضا میں آ نکلتے ہیں سامنے ایک اور گاؤں نظر آتا ہے لیکن منزلِ جاناں پر نظر رکھنے والے راہ کے گرد و پیش پر کہاں توجہ کرتے ہیں اور قریہ منتشر بھی ہو جائے تو شرک ایسی کہ ہر قدم پر یاد دلاتی ہے کہ یہ راستہ کچھ پار کر جاتا ہے۔ نشیب و فراز کے جھکولے راستے کے گڑھے اور ناہموار یاں صاف کہے دیتی ہیں کہ کوئی منزل دوست کا حق اضطرابِ سفر کے بعد ہی نصیب ہوتا ہے۔ درمیانی گاؤں کی تنگ گلیوں سے گذرتے اور ایک آدھ بار اترتے چڑھتے ہوئے کھیتوں کی وسعتیں پھر شروع ہو جاتی ہیں۔

یہ گرمیوں کا موسم ہے اور فصل کٹ چکی ہے اس لئے کھیتوں پر خواب کا سا عالم ہے۔ دائیں جانب امرود کے باغات کا سلسلہ ہے اور آم کے چند درختوں کا جھنڈ بھی جہاں کھلیان لگے ہوئے ہیں۔ بائیں جانب کھیتوں کے اس پار سئی ندی کے بھورے کنارے نظر آتے ہیں جن پر کہیں کہیں خودرو کے پودے چمکتے ہیں۔ آس پاس دو ایک چند مکانی قریے اور بھی ہیں۔ جنوب کی سمت شکستہ ہوتے ایک جھنڈ کے وسط میں ہے جو غالباً سیلاب کے خوف سے پانی کی بنی ہوگی، ایک ہی عمارت ہے یہی مولانا ابو الحسن علی ندوی کی نشست گاہ بھی ہے اور مہمان خانہ بھی۔ اس کا ایک حصہ ان کے والد محترم مولانا عبد الحئی نے تعمیر کیا تھا، توسیع مولانا نے فرمائی ہے۔ اسی ٹیلے پر آس پاس چھوٹی چھوٹی حویلیاں ہیں جن پر اکثر پرانی لکھوری اینٹیں صرف ہوئی ہیں۔ ان کے صدر دروازے نہایت خوبصورت اور مضبوط ہیں جن پر طاق و محراب و حواشی کا کام ہے۔ صدر دروازوں کی مخالف جانب گھونگٹ کی دیواریں ہیں، یہ مکانات نظامِ پردہ (seclusion) کے اعتبار سے مکمل ہیں اور کہیں سے کوئی آواز باہر نہیں آتی۔ کچھ عمارتیں خالی اور مائل بہ انہدام بھی ہیں۔ حضرت سید احمد شہیدؒ کی ولادت گاہ سے ان شاہانِ اقلیمِ فقر کی خدا داد بادشاہی کو دیکھنے والی نگاہ ذرا آگے بڑھ کر جب سئی کے کنارے پہنچی، وہ کمرہ جہاں حضرت نے ۱۲ءھ (نومبر ۱۸۰۰ء) میں نوابِ حقیقت کا "نور" سرمدی طلوع ہوا، آج بھی محفوظ ہے اگرچہ چھت نہیں ہے اپنی اصلی شکل میں

زمین کی تو تحقیق ہو تو آسمان کی بلندی کے سوا کوئی حد نظر نہیں ہے

فرازِ مسند خورشید تکیہ گاہ من است

گرمی میں چاروں طرف شاداب و خودرو پودے اُگے ہوئے ہیں۔ عجیب کیفیت، عجیب پاکیزگی ہے جیسے احساسات تو ارسے تلے غبار ہے چھپا ہیں جب جب ادھر آیا ہوں مجھ پر کچھ ایسا عالم طاری ہو گیا ۱۲۶۴ھ کے سفر میں خود آیا اور عالمگیرؒ کی سادہ مزار پر قبر پر طاری ہوا تھا۔ الفاظ ساتھ تو نہیں دیتے مگر شاید مفہوم کچھ ادا ہو سکے اگر کہوں کہ ایک لمحے جلال کا سامنا تھا، ایک سکون آگیں حرکت تھی جیسے نبض ڈوبی جا رہی ہو یا پھر کچھ ایسا احساس تھا جیسے وقت ٹھہر گیا ہو اور سرمدیت کا شروع ہو۔ شاید عالمگیرؒ کی شہادت اور سید احمد شہیدؒ کی ولادت میں کوئی غیر معمولی ربط یا دونوں کی روحانی شخصیتوں میں کوئی خصوصی تعلق تھا ورنہ میں نے اور مزارات بھی دیکھے ہیں اور مختلف کیفیتیں محسوس کی ہیں۔ کیفیتوں کی یکسانی کوئی معنی ضرور رکھتی ہے اور جب مجھ نا اہل و بے بساط پر یہ اثر مرتب ہوا تو اہلِ دل و صاحبانِ نظر خدا جانے کیا کیا دیکھتے اور محسوس کرتے ہوں گے۔

دیارِ اسلام کے اس عہد جلیل کے حوالے سے نکلئے تو سامنے مسجد ہے اور مسجد کے آگے تکیہ شریف کی کہکشاں، یہ آسمانِ علم الٰہی کے ستارے ہیں جو جا بجا بکھرے ہوئے ہیں۔ مسجد کے شمالی ساحل پر ہے اور سئی اس کے پہلو میں مغرب سے مشرق کی طرف بہہ رہی ہے۔ یہ عبادت گاہ یہ ساحل یہ ندی اور یہاں کی بھری فضا تاریخ انسانی کی بے بہا امانت ہے۔ اس سرزمین نے نہ جانے آسمان سے سرگوشیاں کی ہیں۔ یہاں کی آہِ نیم شبی اور نعرۂ سحرگہی کو عرش پر شوق سے سنا گیا ہے۔ یہاں کے درود و سلام کا جواب حجرۂ عائشہؓ و روضۂ مطہرہ سے آیا ہے۔ یہاں شب کی تہجد سے دلوں کے دیپ اور "دعا" کی محراب میں نماز پڑھی گئی ہے۔ یہاں ایمان نے عقل سے، علم نے معرفت سے اور خودی نے بے خودی سے اور ذرہ نے پرندے چاہے سے

سعادتیں حاصل کیا ہے۔ یہاں اپنی پشت پانہ دیکھنے والا انسان خاک نشین رہتا ہے بلکہ یہ کہیے کہ یہاں انسان نے اپنے آپ کو پایا ہے بالفاظِ دیگر اپنے رب کو پہچان لیا ہے، یعنی یہاں برسوں، خصوصاً ۱۲۳۷ھ سے ۱۲۴۶ھ تک سید احمد شہیدؒ کی نگرانی میں تحریک مجاہدین کی تربیت ہوئی ہے، تحریک مجاہدین کی جس کو اللہ کے راستے میں سر کٹانے ہی کے لئے نہیں، سر کٹانے کے لئے بھی تیار کیا گیا تھا۔ یہاں کے ذرے ذرے سے صدا آتی ہے کہ

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را ✻ ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

میں مجھے میں شریک ہونا تھا اس لئے گرمی میں سامان رکھنے اور بستر بچھانے کے بعد مسجد کی طرف نکل گیا۔ یہاں کے آثار میرے لئے نامانوس نہ تھے بیس سال پہلے آغازِ شباب میں آیا تھا اور مولانا ان سے میرا تعارف کرا چکے تھے۔ چاروں طرف سناٹا چھایا ہوا تھا، فضا سے نرم نرم آنچ نکل رہی تھی اور سارا ماحول جانگنی کے بزرگ کی سیجتی کیفیت پر درود اور قدسی عطر اس ڈیا خوشبو سے بسا ہوا تھا۔ ادھر لگے ہوئے پیڑوں میں سے گرتے ہوئے پتے چل چل کر رہے تھے۔ کھلیانوں سے سوکھی سوکھی، سوندھی سوندھی باس آ رہی تھی۔ مسجد کے جنوبی پہلو کی طرف جہاں سنگین سیڑھیاں ہیں جو سئی کی آغوش میں اترتی چلی گئی ہیں، وضو کر کے آیا۔ مسجد کی اس نمازِ تنہا میں شاید ہی کر سکیں ہر جانتے کو یاد آئی۔ سبزہ زار مسجد سے نکل کر دائیں قبور کو سلام کیا اور کہا انتم لنا سلف ونحن انشاء اللہ بکم لاحقون۔

پھر چاروں طرف پیدل تفریح کرتا رہا۔ یہاں کا سبزہ سبزۂ بیگانہ نہیں محرم رازِ آشنائے ناز تھا۔ یہ تحریک مجاہدین کی یادوں کو تھم تھم کر چھپاتے ہوئے سال ہا سال اگتا رہا ہے۔ ... یہ خاک چھوٹی نہیں بید ار ہو گئی ہے جو دوسرے عوام سے چھپنے لے جاتی ہے۔ یہ خاک پر ظاہر اور روحانی عظمت باطنی سے قبضہ کر لیا ہے۔

میں نے وہیں ساحل سے پوچھا۔ کچھ تو بتا کہ ایک صدی پہلے کون لوگ تھے جو یہاں رہتے تھے؟

ذرا مجھے بھی وہ نقوش قدم دکھا جنھوں نے تیرے دامن کو گل زار و رشک بہار کیا ہے۔ کیا تجھے سید شہیدؒ کا خرام اور عبد الحئیؒ کی ادائے رفتار یاد ہے؟ کیا تیرے احساس میں سید احمد شہیدؒ کے دوست پاکی خوشبو محفوظ ہے؟ کیا تیرے پاس مجاہدین کی ان اذانوں، قرآن و حدیث کی ان تلاوتوں، شمشیر و سناں کی ان جھنکاروں اور گھوڑوں کی ان ٹاپوں کا کوئی صوتی ریکارڈ (Tape record) ہے جو تیرے بے بسی و بے بسی تیرا بیابان ہونا دے؟

اتنی بے تابی سے سوالات کرنے پر تھکا اور منتظر خاطر نہ ساحل ہے کہ ایک آہستہ کہ آواز میں بھی نیم خاموشی کی آواز آئی "ادھر آؤ" مجھ سے پوچھو۔ ساحل بے چارہ کیا بتائے گا جو تیرے وقت کی کہانی پر بیٹھے ہو، فنا وہی سے روانی کی داستان سننا چاہتے ہو، فرش سے عرش کی خبر مانگتے ہو، مکان سے ماورائے مکان اور زمان سے ماورائے زمان کا کیا سراغ لے گا۔ میں بھی کچھ زیادہ تو نہیں بتا سکوں گا میرا بیان بھی ایک بیان ہی تو ہوں، ماضی سے مستقبل کی طرف بہتی آتی ہوں اور وقت کی طرح آن کی آن میں حال سے گزر جاتی ہوں۔ مگر تجھے اتنا یاد ہے کہ میں! جہاں تم نے وضو کیا، میں نے اپنے پانی سے ان ملائکہ نما انسانوں کے جسم سے قرآنی معارف گنے، میں فخر محسوس کرتی تھی، پاکیزہ و معصوم تھے۔ ان کا جلال بھی تھا۔ جمال دیکھ کر آنکھیں مرجھاتی آتی تھی اور منور بھی تھا۔ میری ہی کنار میں ان کے جسموں نے پاکیزگی اور میرے ہی کنارے ان کی روحوں نے خدا کی شگفتگی، فضل اور عفو کے وعدے ان کے کانوں نے شہادت ہوں یا اذان و قرآن کے سادی لئے بالن عابدین و مجاہدین کے خطبے اور مشاغل سب کی گونج نیل و نہار نے سنا ہے اور سب میری لہروں اور بھنور میں اسی طرح مل گیا جیسے زمزم بھی ہنسیل کی حنا اور آہ و زاری کا زم زم حل ہے۔

اگر نظر ہو تو ذرا غور سے میری لہریں دیکھو۔ ان میں شکلیں سی آ رہی ہیں۔ کون سا جانباز ہے جس کی یہ تصویر بنتی ہو اور کون سا شہسوار ہے جس کا عکس میں نے محفوظ کیا ہو۔ سامنے جو سر بلند عمارت دیکھتے ہو جس میں امیر المومنین سید احمد شہیدؒ نے روز اول جمیل حیات کی روشنی دیکھی، اتنا کوئی ڈیڑھ سو برس سے میرے آئینے میں اپنا چہرہ دیکھتے آئی ہے۔ اور یہ بھی ہی تمام تصویروں کے ساتھ میری گود میں مچلتی اور کھیلتی رہی ہے اور آج بھی جب میرا دل دکھتا ہے تو اپنے سینے میں دونوں عمارتوں کا عکس اور پرانی یاد میں لئے آگے بڑھ جاتی ہوں۔ میرے کنارے برسات کے بادل گرجتے ہیں، بجلیاں چمکتی ہیں، چاندنیاں پھیلتی ہیں اور ہوائیں چلتی ہیں۔ کے ساتھ یادوں کے بھی ... کی ... ہیں۔ مطلب یہ ہے

جھوٹے صوفی بھی ہیں، جھوٹے دوست، جھوٹے رہنما حتیٰ کہ جھوٹے نبی بھی ہوتے ہیں لیکن کسی ہوشمند نے دوستی، رہنمائی اور نبوت کی ضرورت سے انکار نہیں کیا ہے۔

ذکر بھی آیا ہے اور ... حاضرین جھوم اٹھے۔

"سنئے ہو وہ مقام ... نہیں ... ہے۔ پہلے بھی تھا اور آج بھی ہے۔ ہر زمانی دور کے لباس میں ... نے تربیت پائی۔ اس مقام سے ہر ... طرح آگے بڑھے اور جب آگے بڑھے تو زمان و مکان سے بے نیاز ہو کر جاوداں ہو گئے۔ ... جو یہاں سے نکل کر گئے ... بالا کوٹ میں ... کے لئے زندہ ہو گئیں۔ وہ لوگ موت سے آگے نکل گئے، اتنا آگے کہ اب موت ان کو ... نہیں کر سکتی۔ ان کے لئے زندگی ہی زندگی ہے۔ تم بھی اس زندگی کو سمجھنا چاہتے ہو تو ان کی طرح مر کر دیکھو۔ تم بھی دوام و جاودانی کی کیفیت جاننا چاہتے ہو تو کسی ... کے ساحل سے ... اور کسی بالاکوٹ ... افق کے ... پار ... ہے ... کہ افق ... ہے مگر ... نہیں ... جانے ... ہوا ... ہے ... کے بعد ... حق ... بھی ... موت کی طرف خود جاتے ہیں اور ... موت ... ہے۔ تمہارے سامنے ... ہیں ... بات ... گئے ہو گے تم۔

... ہے تو کیا ... ہماری ... ہو ... اور ... سے ... کیا ... کہ ... کیفیت ... بھی ... کی ... پیدا کر دے۔

... سے ... وقت ... ہے
... اس ملاقات کے ... ہو ... شام سے ... ہوئی تھی ... تھا ... یہاں ... تھے۔ ... کسی ... میں ... تھے ... وہ ... ہے ... ایک ... کے ...

... ہو ... ہے ...
... ہو ... یہاں سے ... کو ...
... جا ... نہیں ...

... اور عقلی ... کی ... مسیر ... خاک ... ہے ... نشانات ... کی ...

فتنہ ہے اور مسلمانوں کے اسباب زوال میں یہ فتنہ بھی ہے۔ ... کے پیش نامے میں ... نے لکھا بھی تھا کہ "جب عالم ... اتنا حقیقت پسند ہو جاتا ہے کہ قرآن و سنت کی صاف و صریح دعوت برداشت ... کر سکتا ہے۔"

اس زمانے کی ... کا میں ... قائل ہوں لیکن یہ ... ہے اس کا ... لفظ ہے۔ تصوف کا لفظ استعمال ... کے غلط استعمال کی طرح ... ہے ... کا صحیح استعمال ... مسلمانوں کے عروج کا ضامن تھا ... مسلمانوں کی بقا کا سبب ہے۔ یہاں کہیں خلوص نیت اور ... کے ساتھ اسلامی ... ہے ... کی کوششوں اور کاوشوں کا ثمرہ ہے۔ علماء نے عقل اور ... کا کام ... ہے اور آج بھی کر رہے ہیں۔ لیکن قلوب کی قلب ماہیت اور ... کا کام تقریروں اور تحریروں سے انجام نہیں پا سکتا ... سے پوچھئے ... حضرات نے علم دین ... حاصل کیا ہے ... صورت حال کا ملاحظہ ہو۔ وہ آج پشیمان ہیں کہ ... علوم ... محروم ... سمجھتے ہیں ... کب بنا سکتے ہیں؟

مستوری اور ظاہری (...)

اسلام کی مجلسوں میں وہ حضرات بھی نظر آتے ہیں جنہیں ایک طرح کا ذہنی مرض لاحق ہے، جسے عقلانی تجسس (Intellectual ...) ... کہتے ہیں۔ انہیں مذہب سے ... مناظرے (Polemics) سے دلچسپی ہوتی ہے۔ ... اپنے معلومات و مطالعات کا ... اور اس ... بحث ... کو ... اور ... کر ... سے ... جاتے ہیں ... اور ... کے ... ہو ... ہے ... سے ... خوشی ہوتی ہے ... اگر ... علم ... ذاتی زندگی سے ... کا ... ہے ... شکست ... ہو ... کی ... سکتے ... اسلام ... ہے ... ہیں

جو ہر ایک سے ... انداز میں گفتگو کرتے ہیں۔ ... اور ... حضرت ... کی ... کے سوال کی ... سے بھی کوئی بحث نہیں ... آپ نے ان کی بات ... کو ... ورنہ ان کے ... اپنے ... آنکھوں سے ... اور آپ کے ... اگر ... ہوگی ... دل میں طلب ... کا شوق ہے یا نہیں ہو۔

کیا کوئی قوم ... مباحث ... مستقل عمل ... ہوئی ہے؟ ... انسانی تاریخ اس سوال کا جواب نفی میں دیتی ہے۔ ... کی طرح کی ... نہیں ہے ... کی ... تحریکیں بھی ... ہیں کہ کوئی نظام زندگی ... سے پھیلایا جا سکتا ہے۔ ... ضرورت ہے ... عقل ... ذوق ... پائے اور وہ ... مواد ... کی ... کے بعد ... ہے ... علم و مطالعہ کو ... مشاہدہ کی ... جائیے اور ... تصنیف سے ... تعلیم سے نہیں ... کتابوں ... شخصیات سے حاصل ہوتا ہے۔ ... حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اُمّی تھے ... اتفاق نہیں ہے، ... کو ... منصوبہ ... کتاب ... اور ... ایک ... ہر فرد ... کا ... وہ کام ... انجام دیتے ... اور یہی وہ بات ہے ... اگر چہ ... کہ ... کام ... نہیں کر سکتا۔

... کار ... کہ مشہور ... نے ...

اس حقیقت سے انکار نہیں ... علم ... کا ... نہایت ... سے ... مستقیم ... ہیں لیکن مطالعہ ... کی ... زندگی ... بھی ... ہے ... کے ... زندگی ... اور ... پیدا ... نہیں ہوتی ... اتباع اور ... اتباع ... رہنمائی ... ایسی ... ہے ... کی ... کر ...

عمل کا کوئی نمونہ نہیں بن سکتا۔ یہاں وہی پیغام اور وہی طرز حیات جاذب توجہ بن سکتا ہے جو مسلسل ہو، مستقل ہو اور ایک ایک ادا پر ... ہو گیا ہو۔ جب ... کے ... ہو ... گے ... علم ... کا استعمال ... اور تجربہ ... سکتا ہے۔ ... زندگی کا ... سہارا ... اس وقت اور ضروری ہو جاتا ہے جب معاملہ پیغام ... کا ہو کیونکہ پیغام ... عمل کے ثمرات آخرت ... وابستہ ... ہیں۔ ... حاجت کی نہیں ... کی ... اور ... کی دنیا ہے۔ یہاں نفس کی سرکشی اور شیطان کی ... قدم قدم پر ... اور اس راہ میں ... ضرورت ... ہے ... اسی ... کی ... قرآن ... سیرت ... اور دینی ... ہو کر ... حیات ... کا ... سرمایہ ... دوسروں کو ترغیب ... لیکن ... زندگی ... کی طرف ... ہو ... تھی ... ملامت کی تو نفس نے ... روح نے سرگوشی کی تو عقل نے ... استقلال ... کیا تو ... عقل ... نے ... کی اور تسلی دے دی کہ عنقریب ... آئیں گے اور توبہ کر لیں گے۔ ... ہے کہ نفس ... عقل پر اور ... پر ایک ایسا نگراں مقرر ہو جس کا وجود ... خارج میں ہو، ... جو ... کر سکے جس کے ساتھ ... دنیا ... ہو ... ہے ... زندگی ... ہے ... اخلاق کی ... میں ... جس سے ... عمل کا ... جائے ... ذہن ... کی ... ہو ... جس کے ... تعلیم کے ... سلسلہ ... جاری رہیں ... تحریک ... ہوتی رہے ... آپ سے ... جائے ... خدا پرستی ... ہو ... کو اپنے آپ سے زیادہ ... جائے ... وہ ... رہنمائی ... رہنمائی ... سے ... تجربہ کار ... ہو ... کی ... رہنمائی ... ہے ... ہو ... ہو ... ایسا ... اسلام ... کی ... ہے ... ضرورت ... ہے ... ہے

شبان وادی ایمن گہے رسد بمراد
کہ چند سال بجان خدمت شعیب کند

اللہ کے کسی مقبول بندہ سے یہ وابستگی اس لئے اور بھی ضروری ہے کہ انسان کے تحت الشعور میں اس کا جو عیب سفلی ہمیشہ موجود رہتا ہے جو تربیت و دستگیری ہی سے دور رہتا ہے۔ بعض اوقات رہتا ہے جیسے ہی کہ جب غرور میں ہوتا ہے اپنے آپ کو محفوظ جانتا ہے چھپتا ہے اور قلقاریاں مارتا ہے۔ ایک اہل اللہ کسی کا آغوش دینے کی شکایت نہیں کرتا لیکن اس کی غفلت نئے نئے آغوش دیکھو دیتی ہے اور اپنے ارباب و احباب، سیاسی رہنما، قلمی پیرو منتخب کر لیتا ہے جو اسے گمراہ کرتے رہتے ہیں اور وہ سمجھتا ہے کہ راہ مل گئی بلکہ اس طریق کی گمراہی میں بھی لذت محسوس کرتا ہے کیونکہ گمراہ کرنے والے بھی ہم راہ ہوتے ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ اگر یہ اس کا اعتراف نہ کیا جائے کہ بڑے سے بڑا عالم کسی نہ کسی کو یہ تنقید ضرور مانتا ہے حتیٰ کہ صحابہ کرام پر تنقید کو ضروری سمجھنے والے بھی اپنے رہنما پر تنقید کرنے پر رضامند نہیں دیکھے جاتے گو نظری طور پر تسلیم کرتے ہیں کہ اُن کا رہنما معصوم نہیں ہے۔

چونکہ خالص تنقیدی مزاج تقلیدی ہو نہیں سکتا اور تقلید کے بغیر اور راہ طے کی نہیں جا سکتی چنانچہ اگر ایسا روحانی رہنما مل جائے جو ہر چھوٹی انسانی کمزوریوں سے پاک ہو تو جادۂ اتباع مل سکتا ہے اور جذبۂ اتباع تسکین پا سکتا ہے۔

اگر خانقاہ نشینوں کو یا اُن اہل نسبت بزرگوں کو جنہیں کسی کے سامنے روزانہ بیٹھنا شاق گزرتا ہے، یہ جواز ہاتھ آ جاتا ہے کہ ہمیں تو کوئی خدا رسیدہ بزرگ نظر نہیں آتا۔ خدا رسیدہ بزرگ ڈھنڈورا پیٹتے نہیں پھرتے کہ خلق خدا کی ملک بادشاہ کا، اعلان کیا جاتا ہے کہ "ہم خدا رسیدہ ہیں" بلکہ بیشتر ریا کے خوف سے اخفائے حال ہی کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ ایک شخص جو بجائے خود خدا رسیدہ ہے، پورے اعتماد کے ساتھ کسی خدا رسیدہ بزرگ کا مقام نہیں پہچان سکتا، راستہ صرف ایک ہے کہ اللہ کے کسی ایسے بندہ کا ہاتھ تھام لیا جائے جس کی زندگی صاف ستھری بدعات و معاصی سے منزہ اور سنت کے اعمال و محاسن سے مزین ہو اور جس نے ایک مدت تک تربیت یقیناً حاصل کی ہو۔ اگر اس کی زندگی کسی ٹیڑھے لوٹے جیسی تو اس کی آنکھ میں تنکا ڈھونڈنے کی جگہ اپنی آنکھ کا شہتیر تلاش کرنا چاہیے۔ بیشتر کی غلطیوں کی شرح میں وہ بہر حال طالب علم و طلب کا حقدار نہیں ہو سکتا، ایسے بدنصیب کی نظر پر کچھ ڈھونڈنے کی دیر باقی ہے۔

انسان کامل تو انبیاء علیہم السلام کے نفوس قدسیہ ہیں آپ کا اور ختمی مرتبت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ سلسلہ بند ہو چکا، اب یہ ناپید مخلوق ہیں اور یہ تاریخ کے حوالوں میں رہ گئے۔

علم و عرفان کی دنیا میں اب تو بس مقابلے اور موازنے کی سنت جاری ہے یعنی کم علم بے علم کو پڑھائے گا اور ناقص، ناقص تر کی تربیت کرے گا، ایسے کم علم و ناقص بھی کم ہیں مگر مفقود نہیں ہیں، اور انبیاء کا خاتم قیاس اولیاء کی تکمیل پر محمول نہیں ہے جو ہم سے زیادہ خدا سے ڈرنے والے ہوں، جو علم میں ہم سے بیشتر اور عمل میں ہم سے بہتر ہوں، جو تربیت پا چکے ہوں، جو تربیت دینے کے آداب سے آشنا ہوں اُن سے مجالست و مواصلت کا برابر تعلق رہے۔ اُن سے جو وعدے کئے جائیں ان کا استحضار اور جو ہدایات میسر ہوں اُن پر استقامت رہے، ورنہ تنہا "دست دادن" کوئی چیز نہیں ہے۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن حکیم کی مستقل تلاوت کا حکم دیتے ہوئے اُس اونٹ کی مثال دی ہے جسے باندھ کر پھر چھوڑ دیا جائے۔ ظاہر ہے کہ رسی ڈھیلی ہوتی جائے گی یا کوئی اور حادثہ پیش آ جائے گا۔

اہل اللہ کے ہاتھ پر بیعت سب سے زیادہ ان لوگوں کے لئے ضروری ہے جو ذہین و فطین اور تعلیم یافتہ ہیں یا اپنے کو ذہین و فطین اور تعلیم یافتہ سمجھتے ہیں۔ ان عزیزوں کے ساتھ جہاں اور جو طرح کے فتنے اور خطرے لگے ہوئے ہیں وہیں یہ بھی ہے کہ جہاں کسی نے تعریف کی اور ان کا نفس بے لگام ہوا۔ دنیا میں اگر حسن پسند ہوتے تو کسی کو آئینے میں بہار حسن دیکھنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ دوسروں کی ستائش سے خود رائی و خود بینی پیدا ہوتی ہے اور دین کی راہ خود رائی و خود بینی کے سترادف ہو جاتی ہے، یہاں تو وہی پوچھے جاتے ہیں جن کا کوئی پرسان حال نہ ہو حتیٰ کہ بقول حضرت "مرنے والے کی قبر کا نشان جب مٹ جاتا ہے تو رحمت ربانی توجہ فرماتی ہے۔" اور زندگی میں بھی شکست نفس کے بغیر تسخیر عالم اور خلافت ارضی کا منصب عطا نہیں کیا جا سکتا، اس شاہراہ پر جو پامال ہوا اس نے سربلندی پائی، جو مٹ گیا اُسے شگفتگی ملی، جو سرشار رہا، خاک میں ملا، اُس نے روشنی دیکھی اور جو بیمار ہو گیا اس نے آدمی کی مسیحائی کی۔ ایمان کر لیجئے کہ اس راہ میں آدمی کو قبول حسن اس وقت ملتا ہے جب اُسے شہرت دنیا پر ہنسنا آتا ہے اور مقام ناکسی اس وقت ہاتھ آتا ہے جب اپنے ہونے کی علامت نہیں رہتی۔

در سنگ بد گوئی کہ سزد مرد زنگ است
ور نام بپرسی کہ مرا ننگ ز نام است

دنیوی علوم کا میدان ہو یا دینی علوم کا، اعمال کی جولان گاہ ہو یا اخلاق عالی کی زندگی کا مرحلہ ہو، بڑے سے بڑا بغیر جانے کامیاب زندگی ہے جو مختصر ہو یا نہ ہو اسے بھی شخصیت تو محمود جانا ہو تو وہ پیچھے رہ گیا۔ بیدل کا شعر ہے،

یکتائی زندگی ہے کہ جب رنگ ڈھونڈے
تو نکہت کرو گرد نئی انجمن سجا دے

اور یہ نئی انجمن سجانے کا کام وہی کر سکتا ہے جس نے اپنا بوجھ کر اُجالا کرنا اور خود ڈوب کر جہان ستاروں کو چمکانا سیکھا ہے۔ جس نے تو اپنے نفس پر حکومت نہیں کی اسے کیا حق ہے کہ وہ دوسرے نفوس پر حکم چلائے اور جس نے خدمت نہیں کی وہ آخر مخدوم کیا جائے بلکہ سچ یہ ہے کہ خدمت کرتے کرتے ایک مقام آتا ہے جب مخدوم بننے کی ذمہ داری اٹھانی پڑتی ہے۔ اور مخدومی میں بھی جذبۂ خدمت ہی کار فرما ہوتا ہے۔ سید القوم خادمہم۔

تصوف سے بیزاری کا اگر ذرا خلوص پر مبنی ہے، اس میں مکر و فریب سے کام لیا گیا ہے اور زرق سالوس کو عبائے تقویٰ کا روپ دیا گیا ہے، جاہلی اور عجمی عناصر کو اسلام سے جوڑ کر اسے مسخ کر دیا گیا ہے۔ پیروں نے سادہ لوحوں کے گھر لوٹ کر اپنی دکانیں سجائی ہیں، مریدوں نے مرشدوں کے دامن اس لئے بھی تھامے ہیں کہ ان کے ہے غلوت چھپا لیں تاکہ "فتوحات" سے سرفراز ہوں اور کاروبار چلے، قبر پرستی، شرک اور بدعات جیسی اسلام دشمن بلائیں ہم سے چمٹ گئی ہیں۔ یہ سب کچھ بلکہ اس سے زیادہ ہوا ہے مگر یہ کچھ ہوا ہی مقامی ہے کہ جہاں تاریکی کو روشنی کہا اور سمجھا جاتا ہو وہاں بحثوں سے تاریکی کو تاریکی ثابت کرنے پر زور صرف کیا جائے بلکہ روشنی کر دی جائے تاکہ تاریکی کے خلاف حجت قائم ہو۔ تصوف کا استعمال غلط ہوا ہے تو صحیح کر کے دکھایا جائے تاکہ غلط فہمیاں دور ہو جائیں، اور تصوف ہی پر کیا منحصر ہے ہر صلاحیت اور نیکی کا غلط استعمال ہوتا ہے کیونکہ فطرت انسانی فتنہ اور شرارت کو شرارت جان کر قبول ہی نہیں کر سکتی۔ فتنہ کو حق اور شرارت کو شرافت کا جبہ پہنا کر آنا ہی پڑتا ہے۔ جھوٹے صوفی بھی ہیں جس طرح دوست جھوٹے، رہنما حتیٰ کہ جھوٹے نبی بھی ہو چکے ہیں لیکن کسی ہوشمند نے دوستی، رہنمائی اور نبوت کی ضرورت سے انکار نہیں کیا۔ ہر جھوٹا جھوٹ بولتے وقت یہی چاہتا ہے کہ اسے سچا سمجھا جائے اور اکثریت بھی جھوٹوں ہی کی ہوتی ہے تو کیا سچائی پر حکم امتناعی نافذ کر دیا جائے؟ آیات قرآنی کو ثمن قلیل پر بیچنے والوں کی بھیڑ ہے تو پھر کیا قرآن کو بے قیمت سمجھ لیا جائے؟ ریا ہمیشہ خلوص ہی کا سوانگ بھرتی ہے تو کیا خلوص کی ساری قیمت گھٹ جائے؟ برتن کا پانی گندہ ہو گیا ہے تو کیا پانی کے ساتھ برتن کو بھی پھینک دیا جائے؟ کامیاب زندگی کا راز خذ ما صفا و دع ما کدر ہی میں مضمر ہے۔

جناب اطہر حسین صاحب اطہر، آئی اے ایس

غزل

عالم ہست و بود ہے ایک جہان شور و شر
حشر بھی ہیں قدم قدم فتنے بھی ہیں ڈگر ڈگر

شورش دہر الاماں، شورش قلب الحذر
کاوش خود پسند سے ڈھونڈ لے اپنی رہگذر

پرتو حسن ہیں شجر، سبزہ و گل ہوں یا حجر
پا سکے اب کوئی سراغ عقل کہاں، کہاں نظر

دیکھ سکے کوئی جھلک امر محال تھا مگر
جوشش ناز شوق ہی لے کے گیا قریب تر

برق میں جو تڑپ ہے اور ذروں میں سوز مستتر
معرفت جمال کو چاہیے فکر دیدہ ور

یہ تو مقام عشق ہے یہ ہے مقام جذب و کیف
جوشش جنوں سے واسطہ عقل و خرد سے گذر

لطف تو اس کا عام ہے علم ہے اس کا بے حساب
دیکھ کرم پہ رکھ نظر چھوڑ مگر نہ رہگذر

اطہر کم نگاہ تو دیکھ لے وہ ہے سنگ در
دیر نہ کر قدم اٹھا زیست بہت ہے مختصر

عالمی تہذیب و تمدن کے ارتقا میں

اسلام کی دین

ایس ۔ وی ۔ ایس ۔ مرکنٹ ۔ سینئر لیکچرر (شعبہ [illegible]) ۔ ایس ۔ [illegible] ڈگری کالج ۔ لکھنؤ

(یہ تقریر وکٹنٹ جی نے [illegible] لکھنؤ کے تقریری مقابلے میں جو جشن عید میلاد کے سلسلہ میں کیا گیا تھا اور اس پر اول انعام پانچ سو روپے کا نقد ملا [illegible] اس تقریر کا اردو ترجمہ شائع کر رہے ہیں۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ اسلام اور پیغمبر اسلام کے بارے میں ہمارے [illegible] مطالعہ شروع کر دیا ہے [illegible] صاحب نے [illegible] میں بتایا ہے کہ جدید اصلاحات جو آج کی دنیا میں ہوئے ہیں وہ اسلام ہی کی دین ہیں۔ (مدیر)

> "اگر یہ اسلام ہے تو ہم سب اسلام میں زندگی بسر کر رہے ہیں"
> —— (گوئٹے)

اسلام مذہب عالم میں بشر کا آخری منشور ہے اور اس کے احکامات نے انسانی تہذیب و تمدن کو متاثر کیا ہے۔ جب ہم کائنات کے وسیع اور بے پایاں نظام پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں اس امر کا عرفان حاصل ہوتا ہے کہ مذہب اور صرف مذہب نے ہی انسانی [illegible] خطوط کھینچے ہیں جو ہماری زندگی کے [illegible] ان کے حسن و کمال کو چار چاند لگ گئے ہیں اور نکھر گئے ہیں۔

اسلام سے پہلے مذاہب نے ذکر انسانی کے لئے جدوجہد کی اور وہ انسان کے [illegible] میں مشغول رہے [illegible] دنیا میں آئے [illegible] انہوں نے اخلاق و سیرت کو [illegible] کرنے کی کوششیں کیں۔ انسانوں کو اعلیٰ اقدار کی تلقین کی اور ان پر عمل کرنے کی نصیحت کی۔ اسلام اس جدوجہد کی آخری کڑی ہے اور قرآن کریم نے ان ازلی اور ابدی اقدار کو اس طرح پیش کیا ہے کہ ان کے ذریعہ تہذیب جذبات اور تہذیب خیالات کا نسخہ کیمیا ہاتھ آجاتا ہے اور تمام اعلیٰ اخلاقی اقدار اپنے اصلی رنگ و روپ میں نکھر کر اسلام کے پیکر میں جلوہ گر ہو جاتے ہیں۔ اسی لئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں کوئی نیا مذہب نہیں لایا ہوں بلکہ گذشتہ نبیوں کی نکھری ستھری تعلیمات کو ان کے اصلی رنگ میں پیش کرنا چاہتا ہوں اور وہ تعلیمات جو مذہبی پیشواؤں [illegible] نے اسلام کو دین حنیف بھی فرمایا۔

اسلام نے [illegible] پیغام دیا [illegible]

خالق و مالک ایک ذات واحد ہے تو پھر ساری انسانیت ایک برادری ہے اور اس طرح اسلام ایک ابدی اور ہمہ گیر حقیقت ہے جو حیات انسانی کے ہر پہلو میں کارفرما ہو کر انسان کو معاشرہ کا مفید عنصر بنا دیتا ہے اسی لئے یہ مذہب آدم تا ایں دم انسان کے لئے ایک حیات نو، احیات آخرت اور حیات بعد و قوت ہے۔

اسلام انسانی فطرتوں کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے اور اس کے بنیادی اصول زندہ اور پائندہ ہیں۔ اس نے عقل و وجدان کو ہم آہنگ کر دیا ہے۔ مسائل حیات کا حل قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور جہاں نئے مسائل پیدا ہوتے ہیں وہاں فراست مومنانہ کام آتی ہے اور اس کی روحانی بلندی کا وسیع اسلام کو سمجھ کر پیچیدہ مسائل کی گتھیاں سلجھاتی ہے۔

اسلام شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے اسی پر عمل پیرا ہونے کے لئے ضبط نفس، ضبط جذبات اور ضبط عمل اور اعمال کی ضرورت ہے۔ اسلام کے معنی ہیں اپنے آپ کی [illegible] کو [illegible] کے آب کوثر میں غسل کرکے ہر سعادت و برکت پا دے اور ایک مسلمان اپنی رضا کو رضائے الٰہی میں گم کر دے۔ بقول اقبال

[illegible]

اس عالم تیرہ و تار میں جب [illegible] تہذیب منصور ہو چکی تھی جب صاحب نظر عادت [illegible] ہو چکے تھے اور دنیا توہمات کے جال میں جکڑی ہوئی تھی افق عالم پر ایک آفتاب رشد و ہدایت نمودار ہوا جس نے مذاہب عالم کی [illegible] پیش کی اور مخلوق حق کو کرۂ ارض پر جاری و ساری کر دیا اور ایک ایسی قوم کی تشکیل کی جو تمام عالم پر گروہ بن گئی۔

زہر کا تریاق رسول اکرمؐ کو خالق کائنات نے سراپا رحمت بنا کر بھیجا۔ ان کی تعلیمات [illegible] کمزوروں کا ماوا بن گئیں۔ [illegible] انسانیت کی جھانکیاں [illegible] ہر شعبہ حیات کے [illegible] مشکل اور پیچیدہ مسائل کو حل کر دیا۔ بقول مولانا ظفر علی خاں

جو گتھی [illegible] کا شکل نہ تھا
وہ [illegible] اشارہ [illegible] میں

حضور اکرمؐ کی پیدائش عرب میں اس وقت ہوئی کہ جب دنیا توہمات و کفر و جاہلیت میں غرق تھی اس وقت طاقت ہی کے زور پر بات کو منوایا جاتا تھا۔ جب طاقتوروں نے کمزوروں کو دبا رکھا تھا جب انسان [illegible] جب صداقت کا آفتاب گہن میں تھا۔ شر نے خیر کا چراغ گل کر دیا تھا اور پورا معاشرہ ناقابل اصلاح ہو گیا تھا۔ اس پرآشوب دور میں ان کی آمد انسانیت کے لئے ہر لطف و رحمت بن گئی۔ سچ یہ ہے کہ ان کا دیدار عبادت اور ان کی یاد بندگی ہے

تو [illegible] ہے تو پیار [illegible] ہے
تیرا دیکھنا عبادت تیری یاد بندگی ہے

انہوں نے اپنے گرد و پیش کے انسانوں کو [illegible] کی ظلمت سے نکالا۔ زندگی میں تمام برائیوں کو دور کرکے قلوب کو صیقل، دماغوں کو روشن کر دیا۔ ان کے حسن اخلاق کی شمشیر جانفزا نے ستم جاں کو منور کر دیا۔

[illegible]

اسلام نے دنیا کے تمدن کو [illegible] دیا [illegible] انسان کو انسان کی حیثیت سے مقام عزت و عظمت عطا کیا۔ بزرگی کی بنیاد تقویٰ پر رکھ کر نسل و نسب کی بڑائی، دولت و ثروت کی بلندی [illegible] کو [illegible] بنا دیا۔

عورت کو وہ مقام [illegible] عطا کیا جو [illegible] کی وراثت میں حصہ دیا، شوہر کے املاک میں شریک بنایا اور وہ تمام معاشرتی حقوق عطا کئے جو مردوں کو حاصل تھے۔ غلام کو آقا کا ہمسر بنا دیا۔ حضرت بلالؓ جو ایک حبشی غلام تھے حب رسول سے سرشار ہو کر ایسے قابل عزت بنے کہ ان کی وفات پر حضرت عمرؓ نے کہا کہ آج ہمارا سردار اٹھ گیا۔

جب حرمت شراب کا حکم آیا تو مدینہ کی گلیاں شراب سے بہنے لگیں اور شراب کے خم پاش پاش کر دیئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کو ام الخبائث کہہ کر معاشرتی زندگی کو ہوشمندی [illegible] اور سرشاری کا قلع قمع کر دیا۔

آج تمام چیزوں کی لعنت میں گرفتار ہیں اور تمام قوانین اور حکومت اور اقتدار کی کاوشیں ہوس زر کے آگے سرنگوں ہیں لیکن حضورؐ نے اپنی محبوب صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کی شادی سے فرمائی کہ جو آج بھی نادار سے نادار انسان کے لئے باعث صد تسلی ہے، اور یہ اس وقت سادگی کا مظاہرہ فرمایا جب آپ مدینہ کے تاج تاجدار تھے اور امیر صحابہؓ کی دولت آپ کے قدموں پر نچھاور ہو رہی تھی۔

سود خوری اور سود کے لین دین کو حرام قرار دیا اور اس طرح اقتصادی استحصال کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔ وراثت کی تقسیم اس انداز سے رکھی کہ امیر سے امیر آدمی کی اولاد سرمایہ دار نہیں رہ سکتی اور کچھ پشتوں کے بعد لاکھوں کی دولت بھی تقسیم ہو کر برائے نام رہ جاتی ہے۔

یہ سب اسلام کے وہ احسانات ہیں جن کو دنیا تا قیام قیامت بھول نہیں سکتی اور بقول گوئٹے (Goethe) "اگر یہ اسلام ہے تو ہم سب اسلام میں زندگی بسر کر رہے ہیں"

کاش ان درخشاں اقدار کو ہم اپنی زندگی کا لائحہ عمل بنا لیں اور معاشرہ کی سطح کو بلند کر سکیں اور اس طرح ہمارا آج گذشتہ کل سے بہتر اور ہمارا مستقبل آج سے زیادہ منور اور درخشاں ہو سکے۔

ورنہ

زبان کی بزم [illegible] سے کیا حاصل
عمل کی راہ میں گرد وفا پیدا کر

ادب اور دُنیا کا مستقبل

نظام الدین البستوی، درجہ ششم عربی

ادب ہماری زندگی کا وہ منزّہ اور روشن آئینہ ہے جس میں انسانی زندگی کا حقیقی نقشہ کی تخلیق ان کے رنج و فرح، ان کی ہنسی خوشی اور ان کے تمام دوسرے احساسات اور خیالات کی تصویریں دیکھی جا سکتی ہیں۔ جس طرح آئینہ میں دھوکا نہیں دیتا کہ ہمارے چہرے کے داغ اور دھبے ہم سے چھپا لے اسی طرح سچا ادب بھی ہماری زندگی کی حسین اور قبیح حقیقتوں کو بے نقاب کر کے دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ آئینہ بالکل دھندلا ہو اور عکس اس میں صاف دکھائی نہ دے، ادب پر اس طرح کے پردے ڈال دئے گئے ہوں کہ وہ ہماری سچی ترجمانی نہ کرے۔ مگر جس کو ہم حقیقت ادب کہتے ہیں اس کا فرض ہوتا ہے کہ جس دور میں ہمارے سماج کی جو حالت رہی ہے اُس کا سچا نقشہ ہمارے سامنے رکھے اور آنے والی زندگی کی پُرپیچ راہوں کی طرف رہنمائی کرے۔ اگر ادب نے یہ نہ کیا بلکہ سچائیوں سے جان بچا کر ہمیں اور دور از کار تصورات کی طلسمی دنیا میں ہمیں گم کر دیا اور دور کی باتوں میں ہمیں بہلائے رکھا یا عشق کی پُرخار وادیوں میں ہمیں بھٹکایا تو گویا اُس نے اپنی وہ بڑی خدمت انجام نہیں دی جو اُس کے سپرد تھی۔

ادب کی ہمہ گیری کے سلسلے میں صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ ادب کو دنیا کی وہ آنکھ ہونی چاہئے جو ہمارے نظامِ معاشرت کے تار تار سے گذر جائے۔

ادب کو دنیا کا وہ دل ہونا چاہئے جس پر کائنات کے دکھ درد کا ہر راز فاش ہو۔ اب وہ زمانہ نہیں رہا کہ ادبا صرف دلچسپی کے لئے کتابیں لکھیں اور لوگ اس کو قصہ و کہانی کے طور پر پڑھیں بلکہ نیا زمانہ آگیا ہے جس کی ہر شام طوفانوں میں ڈوبی اور ہر طرح جنون و اوہام سے دور، چاہتی ضرورت ہے کہ ایسی کتابیں تصنیف کریں جس سے انسانیت کی بکھرے کھاتی ہوئی کشتی ساحل پر پہنچ جائے۔ اجازت دیجئے تو میں کہوں، کہ صرف ادب اور ادیب کے پرستار ہی وہ کام کر سکتے ہیں جو کوئی اور جماعت نہیں کر سکتی۔ ایک سیاست داں کی دلچسپی ملکی مفاد طبقات کی جنگ اور ان ذاتی مسائل پر غور کرنے تک جن کا تعلق کسی ایک خاص جماعت یا زیادہ سے زیادہ کسی ایک خاص ملک سے ہے، وہاں وطن پرستی کا معیار جوش ہوتا ہے کہ دوسرے ملکوں کے انسان انسان ہی نہیں معلوم ہوتے۔ مذہب، دینی دانشمندی کے باوجود اصول کا مدعی بن کر اپنی روشنی زندگی میں انسانی دوستی کو ترک کر کے جیسے ہیں جیسے والوں کے خون سے کھیل سکتا ہے۔ ملکی سیاستیں تو بین الوطنیت کے محدود تخیل کا شکار ہیں ان کو انسانوں سے ہمدردی نہیں بلکہ اپنے ملک سے ہمدردی ہے اور اپنے ملک میں بھی صرف اُن لوگوں سے جو ایک خاص طرح سے زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔ یہی حال اُن انجمنوں کا ہے جن کی بنیاد مذہب پر ہے چونکہ اُن کے یہاں کسی ایک خاص مذہب یا مسلک کے متعلق برتری کا خیال قائم کر لیا جاتا ہے اس لئے وہ بھی اختلاف کی جانب تیزی سے رہنمائی کرتی ہیں اور وحدتِ انسانیت کا وہ خواب جو ہمیشہ دنیا کے بڑے بڑے سوچنے والوں نے دیکھا ہے کبھی پورا نہیں ہوتا۔ وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ مذہبی انجمنیں اور محدود ملکی سیاسیات سے دلچسپی رکھنے والی جماعتیں سماج کی بڑھتی ہوئی ضرورتوں کا اندازہ نہیں لگاتیں بلکہ دنیا کو اپنے تیار کئے ہوئے سانچے میں ڈھالنا چاہتی ہیں لیکن اس کے برعکس ادبی مصنفین کا ایک ایسا گروہ جو حقیقت انسانوں کی مادی اور روحانی ضرورتوں کا احساس رکھتا ہے، ان محدود اور گھسے ہوئے تصورات سے بہت آگے جاتا ہے۔ وہ تمام انسانوں کی عام جذبات کی ترجمانی کرتے، عوام میں نئی صلاحیتیں اور نئی قوتیں پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ ایسے سوچنے والوں اور لکھنے والوں کا گروہ ہوتا ہے جس کے سامنے ہندوستان کے عوام، روس کے عوام یا امریکہ کے عوام نہیں ہوتے بلکہ تمام دنیا کے انسان ہوتے ہیں۔

ایک ادیب ساری دنیا کے لوگوں کے محسوسات میں سے وہ مشترک جذبات تلاش کر لیتا ہے جس کے اثر سے کائنات متاثر رہتی ہے اسی لئے میں نے پہلے کہا ہے کہ ادیبوں سے جو امید ہو سکتی ہے وہ سیاسی انجمن سے ممکن نہیں۔ مثال کے لئے ممکن ہے کہ پاکستان و ہندوستان کا جھگڑا دیکھ کر ایک بزدل کتے کی طرح بھونک بھونک کر خاموش ہو جائے مگر ایک سچا ادیب، ایک ترقی پسند لکھنے والا اس کے خلاف سب سے پہلے آواز اٹھائے گا کیونکہ ایک اشتراکی انسان کے لئے [illegible]۔ ایسی مثالیں آپ کو بہت مل سکتی ہیں کہ جب وطن اور مذہب کے اجارہ داروں نے ظلم و جور کی دراز دستیوں پر سر جھکانا شروع کیا تھا تو ادیبوں نے مظالم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ یہی ہر دور کے ترقی پسند ادیبوں کی ایک پہچان ہے تو ادبی انجمن وہ سب کچھ کر سکتی ہے جو کسی اور سے ممکن نہ ہو سکا۔ دوسرے الفاظ میں اسے یوں سمجھئے کہ ہمیں ایک عالمگیر ادب چاہئے۔ یہ نہ سوچئے کہ اس کے لئے ایک عالمگیر زبان کی ضرورت ہے بلکہ اُس سے یہ مراد ہے کہ ہر کتاب کو اُن خیالات اور جذبات، اُن افکار اور اُن معاشرہ کا آئینہ دار ہونا چاہئے جو تمام بنی نوع انسان کی ملکیت ہیں۔ ہر کتاب میں انسانوں کی وہ پاکیزہ آرزو شامل ہونی چاہئے جو آزادی حاصل کرنے کے لئے بےچین ہے۔ زندگی جن لطیفوں سے بھری ہوئی ہے وہ سماج اور قانون نے جو پابندیاں ہم پر عائد کر دی ہیں اُن سے نفرت ہر انسان کے سینہ میں کسی نہ کسی وقت ظاہر ہوتی ہے۔ اصولِ زندگی کے چند نظریوں کے حاصل کرنے کا شوق ہر ترقی پسند انسان کے یہاں پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے عالمگیر ادب وہی ہے جو ان تمام چیزوں کو اپنے یہاں جگہ دے جو ساری دنیا کے ادیبوں کو اپنی نظر کے سامنے رکھے۔ جب وہ کچھ پیش کرے تو کسی ایک ملک کے انسانوں کے لئے نہیں بلکہ ساری دنیا کے اُن تمام انسانوں کے لئے جو زندگی کی مصیبتوں سے جنگ کر کے اس پر فتح حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

ہمارے ذاتی اور ملکی اختلافات کتنے ہی ہوں، ہمارے طرزِ معاشرت میں ایک دوسرے سے کتنا ہی فرق ہو، ہمارے مذہبی اختلافات کتنے ہی گہرے اور وسیع ہوں، ہمارے ملکوں کے جھگڑوں نے کوئی شکل اختیار کر لی ہو مگر ادیب کا فرض ہے کہ ان تمام چیزوں سے بلند ہو کر تمام انسانوں کی زندگی میں وہ مرکز اور بنیادی مناسبت تلاش کرے جس سے کوئی ملک اور کوئی طبقہ خالی نہیں ہے۔

جس روز ادب نے اتنی وسعت اختیار کر لی وہی دن انسانیت کی فتح مندی کا دن ہوگا۔ ادیب حقیقتاً وہ نہیں ہے جو عشق و محبت میں گرفتار ہو کر پیار کے سنگل میں جکڑ کے رہ جائے بلکہ ادیب تو وہ ہے جو قوموں کی گرتی ہوئی حالت کو دیکھے اس کے جذبات کا ترجمان ہو۔ شیکسپیئر کا ایک جگہ لکھنا کہ ادیب وہ نہیں ہے جو عشق و محبت میں اپنی زندگی کو ہلاک کر دے بلکہ ادیب تو وہ ہے کہ اگر انسانیت کو مصیبت میں پھنسا ہوا دیکھے تو اس کو ابھار کر نکالتے ہوئے اس کو [illegible] آنا چاہئے۔

جانتے ہو؟ ہم کو تمام دنیا کے انسانوں کو ایک پلیٹ فارم پر کھڑا کرنے کے لئے بڑھ جانا چاہئے کیونکہ ہم جتنی دیر کرتے جائیں گے وہ خوشنما مستقبل ہم سے دور ہوتا جائے گا۔ آج ہمیں یہ مستقل عزم کر لینا ہے کہ جو کچھ ہم لکھیں گے وہ انسانیت کو ابھارنے کے لئے لکھیں گے، غلاموں کو آزاد کرنے کے لئے لکھیں گے، اُن تمام زنجیروں کو توڑنے کے لئے لکھیں گے جو ترقی کی طرف جانے سے روکتی ہیں۔ پھر ہمیں خود نظر آئیگا کہ آج کی دنیا جو افلاس، بھوک، بیکاری اور غلامی سے کراہ رہی ہے کس طرح امن و سکون کا گھر بن جاتی ہے۔

تعمیر مسجد کیلئے اپیل

مولانا علی میاں روڈ شیرانی ضلع [illegible] (کرناٹک) کا ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔ جب لوگ یہاں آکر بسے تو ضرورت کے مطابق ایک مختصر سی مسجد تعمیر کی گئی تھی۔ پرانی عمارت کی وجہ سے بہت ہی بوسیدہ ہو گئی ہے علاوہ ازیں قصبہ کی بڑھتی ہوئی آبادی کے لحاظ سے مسجد چھوٹی پڑنے کے لئے ناکافی ہے۔ مسجد کمیٹی کے ذمہ داروں نے فیصلہ کیا کہ مسجد از سرِ نو تعمیر کی جائے چنانچہ مسجد کی جدید عمارت کا جو نقشہ بنایا گیا ہے جس کا تخمینہ تقریباً ایک لاکھ روپیہ ہے۔ شیرانی بڑی غریب بستی ہے یہاں کے رہنے والے سب لوگ معمولی ملازمتوں سے بقدر کفاف ہی معیشت حاصل کرتے ہیں۔ اس مسجد کے اخراجات میں بڑی دشواری ہے کہ یہاں کے غریب باشندے [illegible] ضرورت [illegible] بڑھ کر حصہ لیا ہے۔

جو کچھ ہو سکتا تھا بستی کے غریب لوگوں نے مسجد کے لئے جمع کر دیا ہے۔ اب ہم عام مسلمانوں کی خدمت میں عرض گذار ہیں۔

واللہ المستعان

ترسیلِ زر کا پتہ: سکریٹری مسجد کمیٹی، مولانا علی میاں روڈ، شیرانی، ضلع [illegible] (کرناٹک)
Pin Code [illegible]

لوگ بے ساختہ پکار اٹھے "حجۃ الاسلام" "حجۃ الاسلام"

علاء الدین راہی

مشہد میں موسم سرما کی حسین شام تھی، وقت بڑا ہی دلکش و سہانا تھا، لوگ جب [illegible] صحن اسی میں بیٹھے ہوں۔ بے شمار بیش قیمت، ریشمی قالین بچھے تھے مسجد کے در و دیوار کو قمقموں اور فانوسوں سے روشن کیا گیا تھا گویا خوبصورت اور حسین سی دلہن سج رہی تھی لوگ زرق برق، باوجاہت و جاہت اور [illegible] کی صورت میں مسجد کے گوشے گوشے میں سمائے جا رہے تھے۔ موسم گرما [illegible] لوگوں کے لئے اطمینان بخش سکون کے لئے باعث راحت و مسرت تھی۔ ہلکی ہلکی ہوا چل رہی [illegible] چہچہاہٹ، آبشار کا شور، خوبصورت کیاریوں میں صاف شفاف بہتے ہوئے [illegible] سے بھی زیادہ سہانا منظر، پارکوں اور دلفریب مناظر، پھولوں اور گلابوں کی خوشبوؤں سے مسرور و معطر فضا کی رعنائی و زیبائی [illegible] سے بھی کہیں بڑھ کر حسن و جمال کا نظارہ آج صحن مسجد پیش کر رہا تھا۔ ساری مسجد خوشبوؤں اور عطریات سے معطر تھی [illegible] کا سماں بندھا ہوا تھا ہر سمت [illegible] خوبصورت [illegible] سفید صحن میں [illegible] اور [illegible] کر رہا اور [illegible] کرتا [illegible] صحن میں [illegible] انتہائی خوبصورت [illegible] کے چار عظیم الشان ستونوں پر قائم تھا، جاذب [illegible] تھا اور [illegible] انتہائی حسین [illegible] تھا جس [illegible] کا سنگ [illegible] جاذب قلب و نظر [illegible] کی [illegible] چاروں طرف [illegible] سے نکل [illegible] مشرکین [illegible] تھے ہر سمت خشوع و خضوع کے ساتھ [illegible] کے ساتھ [illegible] کے ساتھ [illegible] تماشہ و دنیا [illegible] بالکل منقطع ہو کر خدا کی یاد میں [illegible] تھے۔

اب [illegible] عصر ہو چکی تھی [illegible] اطمینان [illegible] ثواب [illegible] کی دولت سے [illegible] کرتے تھے [illegible]

شریک ہو کر محدث و فقیہ، واعظ و صوفی کچھ وعظ و نصائح میں مشغول رہے تھے۔ کچھ لوگ گھروں سے نکل نکلا کے بیٹھے تھے۔ کچھ ذکر اللہ میں تسبیح و تہلیل میں مشغول تھے کچھ کلام اللہ کی تلاوت میں مشغول نظر آ رہے تھے اور کچھ آیات الٰہی پر غور و خوض کر رہے تھے کچھ اللہ کے بندے ایسے بھی تھے جو آنے والی نماز کے انتظار میں بیٹھے دکھائی دیتے تھے خوشبوؤں، لطیف ہواؤں سے محظوظ ہو رہے تھے۔ مسجد کے حسن و جمال اس کی آرائش و زیبائش کی داد دے رہے تھے۔ لیکن ان سب سے الگ تھلگ مسجد کے مشرقی گوشے میں ایک اور شخص بیٹھا نظر آ رہا تھا جو بوسیدہ اور پھٹے پرانے کپڑے زیب تن کئے ہوئے تھا کبھی اس کی نگاہ بے شمار لوگوں کی طرف اٹھ جاتی اور کبھی عظیم الشان بلند میناروں کی رفعت و بلندی کی طرف نظر پھیرتا خیالات کا ایک طویل سلسلہ اس کے ذہن و دماغ میں آنے جانے لگے تھے۔ فن تعمیر کا نادر نمونہ دنیا کے شاہکار اور نوادرات کا عجیب منظر آنکھوں کو خیرہ کر دینے والی ذہن و دماغ کو سلب کر لینے والی شاہکار دنیا میں اس سے بڑھ کر اس سے خوبصورت اور دلکش منظر دیکھنے میں نہ آئے اور یہ وہ بلند منارہ ہے جسے لوگ منارہ حسین کے نام سے جانتے ہیں، کیونکہ حدیث شریف میں وارد ہے حضرت عیسیٰ منارہ سے اتریں گے، اس کی تزئین و تحسین اس کے بیل بوٹے، اس کی کاریگری اور نقش کاری خوبصورتی کا اعلیٰ نمونہ پیش کرتی ہے۔

اب مسجد میں ایک دیہاتی داخل ہوا جو اب وقت کے مفتیان عظام کی خدمت میں چند سوالات پیش کرتا ہے لیکن جواب سے محروم ہوتی ہے [illegible] اور محدثین کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے جہاں بھی مایوسی ہوتی ہے [illegible] دیکھا یہ جانا جاتا ہے کہ سب لوگ عاجز رہ جاتے ہیں اب [illegible] ہو کر واپس جانا چاہتا ہے۔ ابھی اس میں [illegible] جب [illegible] آگے بڑھے خستہ حالت درویش کی نظر اس پر پڑی تو اس کی حالت دیکھ کر [illegible] ہوئی [illegible] سے [illegible] دیہاتی [illegible]

گزرتا ہے اپنی طرف بلاتا ہے وہ حاضر ہوتا ہے......

تم کیا پوچھنا چاہتے ہو...... پوچھو!

لیکن بدو کا طنز آمیز مسکراہٹ کے ساتھ جواب پڑتا ہے...... تم...... دیکھو اس پاگل کو...... میرے سوالات کا جواب دینا چاہتا ہے، ابھی ابھی تو میں مفتیان عظام، فقہاء کرام اور محدثین کبار کے سامنے مسئلہ پیش کر چکا ہوں اور وہ عاجز و مجبور ہو چکے...... لوگوں کا ایک جم غفیر جمع ہو جاتا ہے جتنی زبانیں اتنی ہی باتیں، فضا میں شور بلند ہو گیا۔

چھوڑو یہ تو پاگل ہے......!

نہیں نہیں پوچھو تو شاید بتا سکے......!

ہاں ہاں پوچھ لو اور علماء سے تصفیہ کرا لو......!

لیکن سوالات پیش کرنے سے پہلے ہی اللہ اکبر کی آواز گونجنے لگتی ہے جس کی صدائے بازگشت فضا میں عجیب ارتعاش پیدا کر رہی ہے، لوگوں کا چہل پہل، درس و تدریس، تعلیم و تعلم خاموشی میں بدل جاتا ہے — انتہائی سکون...... سناٹا...... اور اللہ اکبر کی غلغلہ سے ساری مسجد گونج رہی ہے، عجیب کیفیت ہے گویا آسمان سے کسی حکم کے نزول کا انتظار ہو، جلالی رنگ اور جلالی بیان، مبارک دعائیں، اللہ اکبر کے الفاظ میں جا رہے ہیں، صفیں سیدھی کی جا رہی ہیں کندھے سے کندھا ملائے امیر و غریب، شہری و بدوی، کسی کے درمیان کوئی تمیز نہیں۔ پوری فضا میں سکوت کا عالم ہے۔ دنیا کے جھمیلوں، دھندوں سے دور، خدائے جلال و جمال کی بارگاہ میں سجدہ ریز، سراپا شوق و آرزو بنے، کمال شان [illegible] تصویر پیش کر رہے ہیں — اور اب نماز ختم ہوئی تو لوگ دیہاتی کے اردگرد جمع ہو گئے۔ چلو چلو کر سوال کرو...... لوگوں میں اضطراب و بے چینی بڑھتی جا رہی تھی — دیہاتی نے [illegible] پوچھ ہی لیا ارے جناب...... آپ کا کیا خیال ہے کیا آپ جواب دے سکیں گے...... [illegible] سے مڑ رہا ہوں گا۔ لیکن میں تو وقت کے عظیم ترین علماء کے سامنے [illegible]

کر چکا ہوں اور کوئی بھی جواب نہ دے سکا لیکن میں خدا کی ذات سے امید رکھتا ہوں...... اچھا جناب سنو یہ سوالات ہیں جو مطلوب ہیں! اور لیجئے ان سارے سوالات کے جوابات —

یوں ہی جواب ختم کیا تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا اور اب وہ گھر پہنچ چکا تھا لوگ سراپا شوق و اشتیاق میں دیہاتی کو گھیرے ہوئے تھے۔ تم نے سوالات کئے؟ کیا جواب دیا......؟ جلدی بتاؤ کچھ جواب بھی دیا یا نہیں......؟

ہاں تم لوگوں سے کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ میں مفتی اعظم سے ملوں گا اور تیزی سے ان کی طرف قدم بڑھا دیئے۔ لوگوں نے بھی اس کی متابعت کی۔ مفتی...... کیا تم نے اس درویش سے پوچھ لیا ——؟ ہاں! اور اس نے ایک ایک سوال کے جواب بالتفصیل دے دیا۔

لوگ دیہاتی کی یہ خوش فہمی اور جہالت پر ہنس پڑتے ہیں۔

مفتی...... لیکن کیا جواب دیا......؟

اس کی ساری تقریر دہرا دیتا ہے......

اب مجلس پر سنجیدگی تھی ہر ایک دوسرے کو ٹکٹکی باندھے گھور رہا تھا، حیرانی و پریشانی ان کے چہرے سے عیاں تھی اور آپس میں سرگوشیاں کر رہے تھے۔ کیا یہ تبحر علمی ان کے درویشی اور قلندری کا نتیجہ ہے یا اس کی سکینت و خشیت کرشمۂ علم کا رہین ہے؟؟؟

اور جلدی سے مفتی اعظم نے کہا، اس آدمی کو تلاش کرو۔ دیکھو پتہ لگاؤ یہ عظیم ہستی کون ہے کیا پتہ ہمارے لئے رحمت بن کر آیا تھا۔ تلاش کرو جلدی کرو؟؟؟

لیکن وہ تو نکل چکا ہے۔ کیا تم میں کوئی بھی اس کو پہچانتے والا نہیں ہے — ایک آواز — ہم نے مقام [illegible] پر دیکھا ہے جہاں وہ تسبیح و تہلیل، ذکر و شغل، ریاضت و مراقبہ میں ہر وقت مشغول رہتا ہے۔

اب لوگ خانقاہ کے اردگرد جمع تھے۔ آپ کی تعریف — میں ایک انسان ہوں۔ دانشمند جانتے ہیں لیکن آپ ہیں کون؟ [illegible] بھوت [illegible] کیا عزت دیتے ہیں ابو حامد غزالی ہوں۔

[illegible] لوگ بے ساختہ پکار اٹھے "حجۃ الاسلام"...... "حجۃ الاسلام" [illegible] لوگ [illegible] رہے تھے۔ [illegible] کلام [illegible] تھے۔

...... [illegible] آپ کی شان میں ایک [illegible] ہو گئے [illegible]

"ہزاروں زخم کھا کر مسکرانا شادماں رہنا"

(حضرت مولانا محمد احمد صاحب کی ایک طویل تقریر کا اقتباس)

(تعارف از مولانا ابرار الحق صاحب حقی خلیفہ مجاز حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

(بلاشبہ حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی دامت برکاتہم کی ذات گرامی بھی اس دور میں ہمارے اسلاف کا نمونہ ہے جن حضرات کو آپ کی مجالس میں شرکت کرنے اور آپ کے مواعظ سننے کا اتفاق ہوا ہے ان کو اس کا بخوبی اندازہ اور مشاہدہ ہوگا کہ آپ کی مجلس میں کیسی برکت اور آپ کے بیان میں کس قدر تاثیر ہے۔ چنانچہ حرمین شریفین میں بھی میں نے خود دیکھا کہ حضرت مولانا دامت برکاتہم کے مواعظ و مجالس میں بڑے بڑے علماء و اکابر مختلف مقامات سے بڑے اہتمام سے تشریف لاتے تھے، اور بہت متاثر اور محظوظ ہوتے تھے۔

احقر کو بھی حضرت مدظلہ کی مجلس میں شرکت کا بارہا اتفاق ہوا۔ آپ کے بیانات عجیب پُرتاثیر مضامین پر مشتمل ہوتے ہیں۔ متقدمین جیسا سادہ طرز بیان مگر نہایت جامع اور موثر ہوتا ہے۔ احقر نے تو حضرت مولانا کے متعدد مواعظ و ملفوظات کو ٹیپ ریکارڈر میں ضبط بھی کر لیا ہے۔ اور وقتاً فوقتاً اس کو اپنے احباب میں سنایا بھی کرتا ہوں۔ ان مضامین عالیہ سے سبھی محظوظ و متاثر ہوتے ہیں۔ .... میرے نزدیک ان کی اشاعت نہایت مفید اور اہمیت کا نفع ہے)

حضرت خبیب انصاری رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار صحابہ میں سے تھے۔ ان کا ایک واقعہ بہت عبرتناک ہے۔ ایک مرتبہ مشرکین مکہ کی ایک جماعت نے آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خود کو مومن ظاہر کیا اور آپ سے درخواست کی کہ اے اللہ کے نبی! ہمارے ساتھ کچھ قاریوں کو کر دیجئے تاکہ وہ ہمیں قرآن سکھائیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ کچھ قاریوں کو کر دیا جن کی تعداد کے بارے میں روایات مختلف ہیں، دس سے زیادہ کی بھی روایت ہے اور چالیس کی بھی۔ ان قاریوں میں حضرت خبیب بھی تھے، جب ان کو لے کر چلے تو راستہ میں بدعہدی کی اور ان میں سے اکثر کو شہید کر دیا اور دو کو گرفتار کر لے گئے، وہاں پہنچ کر ان میں سے ایک کو شہید کر دیا۔ اب صرف حضرت خبیب باقی رہ گئے، ان کو بھی کر کے قید کر دیا تھا پھر دنوں کے بعد ان کو سولی دینے کا فیصلہ کیا چنانچہ جب سب لوگ جمع ہوئے، تو ان سے کہا گیا کہ اے خبیب تم کو اب سولی دی جائے گی کیا تم اب بھی اسلام پر قائم رہو گے، انہوں نے کہا کہ ہاں! مجھے سولی گوارا ہے، مگر اسلام کو نہیں چھوڑ سکتا۔ پھر ان سے پوچھا گیا کہ بتاؤ اس وقت تمہاری کوئی خواہش ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ مجھے اور کوئی خواہش نہیں ہے صرف یہ خواہش ہے، کہ مجھے اتنی مہلت دو

تاکہ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ ذرا غور کیجئے، ہم لوگ ذرا ذرا سی بات میں نماز ترک کر دیتے ہیں، اور خدا کے راستے سے ہٹ جاتے ہیں۔ ان کو دیکھئے، جان کی بازی ہے سولی دی جانے والی ہے، مگر مانگتے ہیں کہ وضو کے لئے پانی دیدو چنانچہ وضو کیا۔ دو رکعت نماز پڑھی، پھر آپ نے فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ ابھی اور دیر تک نماز پڑھوں لیکن تم لوگ سمجھو گے کہ جان کے ڈر سے نماز طویل پڑھ رہا ہوں۔ تاکہ کچھ دیر اور زندگی باقی رہے اس لئے اب خوشی خوشی سولی پر جا رہا ہوں۔

جانتے ہو پھر اس کے بعد کیا ہوا مشرکین کے تیر زن جوان آئے، اور یک وقت ہر طرف سے ان کے جسم پر تیر برسنے لگے، ہم کو اگر ایک کانٹا بھی چبھ جائے تو ہمارا آپ کا کیا حال ہوتا ہے، اور ان کو دیکھئے کہ نشتر برسے یک وقت چبھنے لگے اور اسی وقت ان سے پوچھا گیا کہ اے خبیب اب تو تم پسند کرتے ہوگے، اور دل میں سوچتے ہوگے کہ تم اپنے گھر پر آرام سے ہوتے اور تمہاری جگہ اس وقت تمہارے نبی ہوتے تو بہتر تھا، یہ سن کر ہرگز نہیں، اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلامت رکھے، میرے ماں باپ بھی آپ پر قربان، میں اس حال میں ہرگز نہیں چاہتا کہ حضور کے تلوے میں کانٹا بھی چبھے، یہ تھا عشق رسول، اور اسی وقت سولی پر چڑھ کر انہوں نے یہ اشعار پڑھے:

ولست ابالی حین اقتل مسلما ٭ علی ای شق کان فی اللہ مصرعی
وذلک فی ذات الالٰہ وان یشأ ٭ یبارک فی اوصال شلو ممزع

اس مضمون کو ایک اردو شاعر نے نظم کیا ہے، اس کو بھی پڑھ لیجئے۔

جب مسلمان رہ کے دنیا سے چلوں
مجھ کو کیا ڈر ہے کسی کروٹ گروں
میرا مرنا ہے خدا کی راہ میں
وہ اگر چاہے تو ہو گا یہ زبوں
تن جو ٹکڑے ٹکڑے اب ہو جائے گا
اس کے ہر جوڑوں میں برکت دے فزوں

وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ میرا مرنا خدا کی راہ میں ہے اور اب میرا اللہ سے ملاقات کا وقت قریب ہے۔ اور اسی وقت اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ اے اللہ میرا سلام میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو جو مدینہ طیبہ میں تشریف فرما ہیں پہونچا دیجئے، اسی وقت جبرئیل حضرت خبیب کا سلام لے کر حضور اقدس کی خدمت میں پہونچے، اور حضرت خبیب کا سلام پہونچایا، آپ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے، صحابہ کرام بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ ابھی ابھی خبیب کو سولی دے دی گئی، یہ سنکر صحابہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

استقامت اسکو کہتے ہیں، کہ سولی دی جا رہی ہے اور اس پر محبت رسول میں اشعار پڑھتے ہوئے جان دے دی۔ اس وقت اپنا ایک شعر یاد آیا۔

یہ سوا محبت ہے یہ اعجاز محبت ہے
ہزاروں زخم کھا کر مسکرانا شادماں رہنا

چاہے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے، طرح طرح کی مصیبت آئے، فقر و فاقہ ہو، کانٹے بچھائے جائیں حتیٰ کہ سولی دی جائے، مگر اللہ کے سچے بندے ہر حالت میں یہی کہتے ہیں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ وہ اس کلمہ کو اتنی مضبوطی سے پکڑتے ہیں کہ کوئی چیز اس کو جنبش نہیں دے سکتی اور کوئی طاقت ان کو اس سے ہٹا نہیں سکتی۔

(منقول از دور حاضر)

نعت بحضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

(سید اصالت حسین)

ارفع واعلیٰ برتر و بالا نام ہے تیرا صلِّ علیٰ
سب سے مکرم سب سے اونچا کام ہے تیرا صلِّ علیٰ
تیری حد اللہ ہی جانے تیری بلندی کیا کہنا
عرش سے لے کر فرش تلک بس نام ہے تیرا صلِّ علیٰ

وردِ زباں ہے تیرا ترانہ تیری محبت ہے دل میں
ہر مومن کے ہاتھوں میں لیں جام ہے تیرا صلِّ علیٰ
تیری دھوم ترا چرچا ہے عقبیٰ ہو یا دنیا ہو
حامد احمد اور محمد نام ہے تیرا صلِّ علیٰ
سب پہ عیاں ہے اسکی حقیقت روز روشن کی مانند
سب سے اونچا دنیا میں پیغام ہے تیرا صلِّ علیٰ
مانے کوئی تجھے کہ مانے اپنی اپنی قسمت ہے
تو سچا ہے اور سچا اسلام ہے تیرا صلِّ علیٰ
تیری غلامی میں رہ کر فخر ہے شاہنشاہی کا
وردِ زباں عشاق کے ہردم نام ہے تیرا صلِّ علیٰ

مرتب: [illegible]

ندوہ کے شب و روز

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کا طلباء سے خطاب:

جیسا کہ اعلان کیا گیا تھا کہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی (ناظم دارالعلوم ندوۃ العلماء) جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کی میٹنگ میں شرکت کی غرض سے مکہ معظمہ تشریف لے گئے تھے۔ جب واپس تشریف لائے تو مولانا مدظلہ کا یہ سفر کئی حیثیتوں سے مفید رہا کیونکہ اس دوران آپ نے مدینہ شریف کے علاوہ مراکش اور انگلستان کا بھی سفر کیا۔ دارالعلوم پہنچنے کے دوسرے روز مولانا کی، روداد سفر پر ایک مختصر تقریر ہوئی۔ دوران تقریر آپ نے مراکش (جسے اب المغرب کہا جاتا ہے) کی قدیم تہذیب و ثقافت کا تذکرہ کیا اور وہاں کی قدیم درسگاہوں کی خصوصیات اور [illegible] کا ایک مکمل خاکہ طلباء دارالعلوم کے سامنے پیش کیا۔

اپنے سفر لندن کے سلسلے میں آپ نے فرمایا، قابل افسوس بات ہے کہ وہاں بھی بریلوی دیوبندی کا اختلاف رونما ہو چلا ہے اور مسلمانوں کی دس لاکھ کی یہ جمعیت دو گروہ میں تقسیم ہو گئی ہے اور آئے دن ایک دوسرے کے خلاف تقریر کا بازار گرم رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس اختلاف کو دور کرے اور صحیح اسلامی [illegible] کو دیگر زبانوں کے سامنے پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

انجمن الاصلاح کے جلسے ہال میں مولانا محمد رابع ندوی کی تقریر:

مولانا محمد رابع صاحب ندوی (استاذ ادب دارالعلوم ندوۃ العلماء) جو مولانا مدظلہ کے ساتھ تشریف لے گئے تھے وہ بھی بعثت و [illegible] مولانا کے ساتھ تشریف لائے۔ آنے کے بعد طلبہ دارالعلوم کی درخواست پر پہلے روز انجمن الاصلاح کے تحت اردو، اور دوسرے روز النادی کے تحت عربی میں بصیرت افروز تقریر کی۔ مولانا موصوف نے تقریر کے دوران زیادہ تر سعودی عرب اور مراکش کے تعلیمی طریقوں پر طلباء ندوہ کی توجہ مبذول کرانے کی کوشش کی۔ انگلستان کی قابل تقلید باتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم وہاں کی مقامی ثقافت میں اس کی تقلید کر سکتے ہیں اور اس میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔

ایک جرأت مندانہ اقدام: اگر آپ ندوۃ العلماء کے دعوتی و تحریکی مقاصد کو دیکھیں گے تو آپ اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ تحریک ندوۃ العلماء کا مقصد جہاں بہت سی اختلافات کو ختم کرنا اور امت مسلمہ کو تسبیح کے دانوں کی طرح ایک ہی دھاگے میں پرو دینا تھا وہیں یہ بات بھی ملحوظ تھی کہ ایسے طلبہ بھی تیار کئے جائیں جو دینی معاملات کے ساتھ ساتھ تحریر و تقریر کے بھی مرد میدان ہوں، چنانچہ وہ اس شکل میں نظر آ رہا ہے [illegible] نے جرأت کر کے ایک اہم اور جدید ماہنامہ جاری کیا ہے جس کا نام "[illegible]" ہے۔ قابل افسوس بات یہ کہ مالی مشکلات کے سبب یہ رسالہ [illegible] ہے۔

"اُڑتی سی اک خبر ہے زبانی طیور کی": اس سال ماہ رمضان میں حضرت سید احمد شہیدؒ کے مولد و مسکن [illegible] شاہ علم اللہ رائے بریلی میں ایک تربیتی کیمپ قائم کیا جائے گا جس میں طلباء دارالعلوم ندوۃ العلماء کے علاوہ دیگر حضرات بھی شریک ہو سکیں گے۔

انجمن "الاصلاح" کا سالانہ جشن: قدیم روایات کے مطابق اس سال بھی [illegible] کا سالانہ جشن ہوا جس میں الاصلاح [illegible] اور الاصلاح [illegible] کے جلسے [illegible] اور [illegible] کے [illegible] لگائے گئے۔ [illegible]

[illegible]

مشرق کی ایک عظیم شخصیت

مقالہ نگار: [illegible]

ابن جریر طبری [illegible] کو جانتے ہیں [illegible] آپ ایک [illegible] ہے۔ [illegible] زبان و صحت میں [illegible] جامع [illegible] کے علاوہ [illegible] اور [illegible] طالب [illegible]

[illegible]

اختتام سفر میں جو رجحان ان کا تھا انہوں نے محمد بن عبداللہ الحکم [illegible]، محمد بن اسحاق بن خزیمہ اور اہل مصر کے مشاہیر علماء و محدثین سے ملاقاتیں کیں۔ پھر طبرستان ہوتے ہوئے واپس لوٹے اور بغداد میں مقیم ہو گئے، درس و تدریس کا سلسلہ اس وقت جاری رکھا جب تک کہ شوال سنہ ۳۱۰ھ میں روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

آپ کی بہت سی تصانیف ہیں جن میں چند یہ ہیں: کتاب التفسیر، کتاب التاریخ، کتاب اختلاف الفقہاء، کتاب تہذیب الآثار، تفسیر [illegible] عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الاخبار۔ ان کی تفسیر و تالیف اور اختلاف الفقہاء کے کچھ اجزاء اور ذیل المذیل کے [illegible] شائع ہوئے۔ علماء [illegible] نے ان سے استفادہ کیا، اور ان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں اور مختلف جہات کو مشعل راہ بنایا۔

علامہ خطیب بغدادی لکھتے ہیں کہ ابن جریر ان ائمہ کبار میں سے ہیں جن کے قول پر اسلامی امور میں فیصلہ دیا جاتا ہے، علم و معرفت اور فضل کی وجہ سے ان کی رائے کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ کلام اللہ کے حافظ تھے، معانی قرآن میں بصیرت حاصل تھی، اور احکام قرآنی کے فقیہ تھے، احادیث اور ان کے صحیح و سقیم کے طرق نیز ناسخ و منسوخ سے واقف تھے، صحابہ و تابعین کے اقوال کو جانتے تھے، ان کے بعد کے احکام اور حلال و حرام کے مسائل میں اختلافات کو سمجھتے تھے، لوگوں کے حالات و واقعات سے باخبر تھے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

Regd. No. LW/NP 56 Phone:- 22946 / 29747

TAMEER-E-HAYAT
FORTNIGHTLY

Nadwatul-ulama Lucknow-226007 (India)

نیا تصحیح شدہ اڈیشن

مصباح اللغات

عربی اردو ڈکشنری

از

مولانا عبدالحفیظ صاحب بلیاوی مرحوم

آفسیٹ طباعت، عمدہ کتابت

مشہور خطاط خلیق ٹونکی کے قلم سے

دیدہ زیب سرورق

اپنے آرڈر جلد دیجئے

ملنے کا پتہ

مینیجر مکتبہ برہان، اردو بازار جامع مسجد دہلی

جعلی لیبل، نقلی کیپسول اور ٹین کے ڈھکن سے ہوشیار!

نورانی تیل

درد۔ زخم۔ چوٹ۔ جلنے۔ کٹنے کی دوا

اب سنہرے اور ہرے دو رنگے کیپسول پر ٹریڈ مارک دیکھ کر خریدیئے۔

انڈین کیمیکل کمپنی متوناتھ بھنجن یو۔پی

"تعمیر حیات" میں "اشتہار" دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیجئے

ہند تیل

ہندسی۔سی ورکس۔ متوناتھ بھنجن یوپی

صدر یار جنگ

(یعنی نواب صدر یار جنگ بہادر مولانا حبیب الرحمن خاں شروانی کی سوانح حیات)

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

Price Rs 12/-

مکتبہ دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

NADWA BOOK DEPOT

P. O. Box 93, LUCKNOW.

انگوری

جنرل ٹانک

معدہ، جگر، اعصاب اور گردوں کو طاقت دیتی ہے۔

بیماری کے بعد کی کمزوری کو جلد دور کرتی ہے۔

دواخانہ طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علیگڑھ

رانا ٹرانسپورٹ کمپنی

۲۱۔ زکریا اسٹریٹ کلکتہ ۱

اتر پردیش، مدھیہ پردیش، دہلی، بمبئی